جس دم کہ جادہ وار ہو تار نفس تمام　　پیمایش زمین رہ عمر بس تمام

جس وقت کہ جادہ کی طرح تار نفس تمام ہو جاے تو وہین زمین راہ عمر کی پیمایش تمام ہو جاتی ہے یعنی وہین منزل عمر ختم ہو جاتی ہے۔

کیا دے صدا کہ الفت گم گشتگان سے آہ　　ہے سر بہ گرد رہ بہ گلوے جرس تمام

کیا صدا دے سکتا ہے کہ گم شدہ لوگون کی محبت مین جرس گرد راہ سے سر بہ در گلو ہو رہا ہے۔

ڈرتا ہون کوچہ گردی بازار عشق سے　　ہین خار راہ جوہر تیغ عسس تمام

بازار عشق کی کوچہ گردی سے مین ڈرتا ہون کیونکہ میرے لئے خار راہ جوہر تیغ عسس ہین یعنی خار راہ عشق اتنے ہین کہ کوچہ گردی بازار عشق سے مین ڈرتا ہون اور وہ مجھے وشت گردی نہین کرنے دیتے۔

اے بال اضطراب کہان تک فسردگی　　یک پر زدن تپش مین ہے کار قفس تمام

اے بال اضطراب یعنی اے اضطراب کے بازو آخر تو افسردہ کہان تک رہے گا عالم تپش مین تڑپ کہ جہان تو نے ایک پر مارا بس قفس کا کام تمام ہو جاے گا یعنی اے اضطراب جہان تو نے حالت کرب مین ذرا توجہ کر لی فوراً قفس ٹوٹ کر برابر ہو جاے گا۔

گزرا جو آشیان کا تصور بوقت بند　　مژگان چشم دام ہوے خار و خس تمام

قید ہونے کے وقت جو آشیانے کا خیال بندھا تو چشم دام کی مژگان یعنی حلقہاے دام کے الجھے ہوے تاگون نے فوراً خار و خس کی صورت اختیار کر لی اور ایک آشیانہ بن گیا۔

کرتے نہ پاے ضعف سے شور جنون اسد　　اگلی بہار کا یونہی گذرا برس تمام

اے اسد جنون نے اتنا بے بس اور اتنا عاجز کر دیا کہ ہم ہو حق مستانہ بھی نہ کر سکے اور جنون کے شور سے بھی باز رہے اگلی بہار کا پورا سال یونہی گذر گیا۔

ردیف (ن)

خوش وحشتے کہ عرض جنون فنا کرون　　جون گرد راہ جامہ ہستی قبا کرون

وہ وحشت بڑی اچھی جس کے ذریعہ سے یا جس کی وجہ سے مین اپنے جنون فنا کا اظہار کر سکون اور جیسے کہ گرد راہ نے جامہ ہستی کو چاک کر دیا ہے اسی طرح سے مین بھی قباے ہستی کو تار تار کر دون۔

گر بعد مرگ وحشت دل کا گلا کرون　　موج غبار سے پر یک دشت وا کرون

اگر کہین مین مرنے کے بعد اپنی وحشت دل کا گلہ کرنے پر آؤن تو اپنی موج غبار اور اپنے غبار قبر سے ایک دشت کے پر لگا دون یعنی کہین بعد مرگ وحشت کا شکوہ بھی کرون تو تختہ دشت کو زیر و زبر کر دون اور جنگل کے جنگل کو لے اڑون۔

آ اے بہار ناز کہ تیرے خرام سے　　دستار گرد شاخ گل نقش پا کرون

محبوب سے خطاب کر کے کہا ہے کہ آ اے بہار ناز خدا کے لئے آ۔ کہ تیرے آتے ہی مین اپنی دستار کو شاخ گل نقش پا پر فدا کر دون اور اس کی گرد بنا دون یا اسکے اوپر نثار اور اس کی نذر کر دون۔

خوش افتادگی کہ بہ صحراے انتظار　　جون جادہ گرد رہ سے نگہ سرمہ سا کرون

ہائے وہ افتادگی کتنی اچھی ہے کہ انتظار کے جنگل مین مین جادہ کی مانند پڑا ہون اور اپنی آنکھ مین گرد راہ کا سرمہ لگایا کرون۔ حاصل یہ ہے کہ انتظار یار مین رہنا کتنا اچھا ہے۔

صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیر چاک　　درد اور یہ کمین کہ رہ نالہ وا کرون

صبر کا یہ ارادہ ہو کہ دل کو اسیر چاک زخم بنا دون اور وہ اس سے کہین نہ نکلے

اور درد اس گھات مین لگا ہوا ہے کہ مین کسی طرح نالہ کرون اور دل کی بھڑاس نکالون۔

وہ بیدماغ منت اقبال ہون کہ مین — وحشت بہ داغ سایۂ بال ہما کرون

مین اقبال کی احسان مندی اور منت پذیری سے اس قدر بیدماغ ہون کہ اگر سایۂ بازوے ہما کے داغ کو دیکھ بھی لون تو مجھے وحشت پیدا ہو جاے۔ حاصل یہ کہ مین کسی کا احسان سر پر نہین لے سکتا۔

وہ التماس لذت بیداد ہون کہ مین — تیغ ستم کو پشت خم التجا کرون

مین لذت بیداد کے لئے ایک التماس ہون اور وہ التماس ہون کہ میرا جذبۂ بیداد اس درجہ بڑھا ہوا ہے کہ مین تیغ ستم کو وہ پشت خم بنا سکتا ہون جو التجا اور عرض مدعا کے لئے خم کی جاتی ہے یعنی تیغ ستم خود میرے روبرو پشت خم التجا بن کر آئے۔

وہ راز نالہ ہون کہ بشرح نگاہ عجز — افشان غبار سرمہ سے فرد صدا کرون

مین اپنے نالہ کا ایک راز ہون اور وہ راز ہون کہ نگاہ عجز کی شرح کے لئے اپنی آواز کی فرد یعنی کاغذ پر غبار سرمہ چھڑک دون گا یعنی راز کی اس قدر محافظت کرون کہ فرد صدا جس کا کام اظہار راز ہے اسپر بھی غبار سرمہ چھڑک کر اُس کو سرمہ در گلو کر کے بے اثر بنا دون گا۔

فلک سفلہ بے محابا ہے — اس ستمگر کو انفعال کہان

کمینہ آسمان بالکل بے خوف اور بے محابا ہے ظلم کرتا ہے اور اس ظالم کو کبھی شرمندگی نہین ہوتی اور کبھی اپنے افعال سے نہین شرماتا۔

بوسہ مین وہ مضائقہ نہ کرے — پر مجھے طاقت سوال کہان

اگر مین بوسہ مانگون تو یقین ہو کہ وہ کوئی مضایقہ نہ کرے گا مگر مصیبت یہ ہے کہ

مجھ مین طاقت سوال نہین ہے۔ طاقت سوال نہ ہونے کی بہت سی توجیہین ہو سکتی ہین خواہ بوجہ ہیبت و رعب حسن۔ خواہ بوجہ غیرت عشق وغیرہ کے۔

آنسو کہون کہ آہ سوار ہوا کہون — ایسا عنان گسیختہ آیا کہ کیا کہون

اس شعر مین بیان حال معشوق بھی ہو سکتا ہے مگر میرے نزدیک بیان حال اشک زیادہ مناسب ہے اپنے آنسو کی کیفیت بیان کرتے ہوے کہتے ہین کہ اُسے آنسو کہون یا ہواے آہ کا سوار کہون یعنی ایسا تیز رو تھا کہ ہوا کے گھوڑے پر سوار تھا۔ غرض میرا اشک کچھ اس طرح تیز و تند عنان گسیختہ آیا کہ بس کچھ نہ پوچھو کچھ کہا نہین جاتا

مضمون وصل ہاتھ نہ آیا مگر اُسے — اب طائر پریدۂ رنگ حنا کہون

وصل کا مضمون ہاتھ نہ آیا کہ اس کی کسی سے تشبیہ دے سکون اور بتا سکون کہ وصل کیا چیز ہے البتہ طائر پریدۂ رنگ حنا کہا جا سکتا ہے کہ اس کا بھی کوئی وجود نہین ہے

طرز آفرین نکتہ سرائی طبع ہے — آئینہ خیال کو طوطی نما کہون

میرا آئینہ خیال نکتہ سرائی کی طرزین پیدا کرتا ہے اور میری طبیعت کو نکتہ سرائی کے راستے دکھاتا ہے اب اس کی تشبیہ کس سے دون بہتر یہ ہے کہ آئینہ خیال کو طوطی نما بتاؤن آئینہ اور طوطی مین جو مناسبت ہے وہ ظاہر ہے۔

غالب ہے رتبہ فہم تصور سے کچھ پرے — ہے عجز بندگی جو علی کو خدا کہون

اے غالب حضرت علی کا رتبہ تصور کی فہم اور سمجھ سے پرے ہے اور تصور وہان تک پہونچ ہی نہین سکتا لہذا یہ میرا عجز بندگی شمار کیا جائے گا اگر مین علی کو خدا کہدون گا اُن کا رتبہ نہ معلوم کیا ہے۔ خدا اپنی جگہ ہے اور علی اپنی جگہ۔

کسو کو خود رستہ کم دیکھتے ہین — کہ آہو کو پابند رم دیکھتے ہین

ہم کو دنیا مین کوئی ایسا نہین ملتا کہ جو خودی کی حدود سے گزر کر آزاد ہو گیا ہو۔

آہو کو دیکھئے ہر چند کہ وہ وحشی ہے مگر پھر بھی پابند رم ہے۔ غرضکہ پابندی دور نہین ہو سکتی۔

آئینہ دام کو پردے مین چھپاتا ہی عبث　　کہ پریزاد نظر قابل تسخیر نہین

جوہر آئینہ کو دام آئینہ فرض کر کے کہتا ہے کہ آئینہ بیکار دام کو پردے مین چھپائے ہوئے اور بچھائے ہوئے ہے اس کی یہ کوشش سراسر بیکار اور بے سود ہے اس کو واضح رہے کہ نظر وہ پریزاد نہین ہے کہ وہ اس کو دام مین پھانس لے اور تسخیر کر لے وہ اور پریان ہون گی جو مسخر ہو جاتی ہین۔

مثل گل زخم ہی میرا بھی سنان سے توام　　تیرا ترکش ہی کچھ آبستنی تیر نہین

تیرا خیال یہ ہے کہ میرا ترکش ہی ایک ایسا ہے جو تیرون سے بھرا ہوا ہے اور جو نوک تیر سے توام ہے یہ غلط ہے اور سراسر غلط ہے اس کی اور بھی مثالین ہین پھول کو دیکھ وہ بھی زخمی ہے اور اس کے زخم مین بھی اب تک اسی طرح سنان موجود ہے جیسے کہ تیرے ترکش مین تیر ہین بلحاظ سرخی و رنگ و چاک پھول زخمی ہے اور شاخ گل سنان ہے اور اسی طرح اب تک میرے زخم مین بھی سنان توام موجود ہے۔

میر کے شعر کا احوال کہون کیا غالب　　جس کا دیوان کم از گلشن کشمیر نہین

ریختہ کا وہ ظہوری ہی بقول ناسخ　　آپ بے بہرہ ہی جو معتقد میر نہین

اے غالب میر کا حال کیا پوچھتا ہے اس کا حال کیا بتاؤن مجھے اُس کا دیوان گلشن کشمیر معلوم ہوتا ہے یقیناً وہ اُردو کے لئے ظہوری ہے جیسا کہ ناسخ کا یہ مقولہ ہے بالکل صحیح ہے کہ ع

آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین

جائیکہ پائے سیل بلا درمیان نہین　　دیوانگان کو وان ہوس خانمان نہین

دیوانے اس جگہ آبادہی نہین ہوتے اور وہان گھر ہی نہین بناتے جہان سیل کا گذر ہو یعنی اُن کی فطرت مین آزار طلبی کا مادہ بھرا ہوا ہے۔

ہر رنگ گردش آئینہ ایجاد درد ہے　　اشک سحاب جز بوداع خزان نہین

گردش دہر کے ہر رنگ مین ایجاد درد کے انداز موجود ہین ابر بہار کو دیکھئے کہ اس کی اشک افشانی صرف اس لئے ہے کہ خزان رخصت ہو رہی ہے الحاصل ہر گردش ایجاد درد کا ایک آئینہ ہے۔

جز عجز کیا کرون بہ تمنائے بیخودی　　طاقت حریف سختی خواب گران نہین

مجھے بیخودی کی تمنا ہے مگر اس کو اختیار نہین کر سکتا اور اس کے لئے سوائے اس کے کہ اپنی عاجزی کا اظہار کرون اور کچھ نہین کر سکتا وجہ یہ ہے کہ میری طاقت اس خواب گران کو برداشت نہین کر سکتی۔ مجبوراً مین عجز کا اظہار کرتا ہون۔

گل غنچگی مین غرقہ دریائے رنگ ہے　　اے آگہی فریب تماشا کہان نہین

پھول حالت غنچگی مین دریائے رنگ مین ڈوبا ہوا ہے اے آگہی فریب تماشا کس جگہ نہین ہے ہر جگہ یہی حالت ہے۔

ہوئی یہ بیخودی چشم و زبان کو تیرے جلوے سے　　کہ طوطی قفل زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے مین

آنکھ اور زبان کو تیرے جلوے سے یہ بیخودی ہو گئی ہے کہ طوطی جس کا کام گویائی ہے وہ آئینہ خانہ مین ایسا بے حس اور بیکار ہو گیا ہے کہ ایک قفل زنگ آلودہ معلوم ہوتا ہے۔

بحکم عجز ابروئے مہ نو حیرت ایما ہے　　کہ یان گم کر جبین سجدہ فرسا آستانے مین

عاجزی کے حکم سے مہ نو یعنی ہلال اشارے کرتا ہے کہ سجدہ کرنے والی پیشانی

کو اس جگہ آستانے مین گم کر دے - اس شعر مین یا ن کی بجاے ہان زیادہ مناسب ہے جس سے تاکید پیدا ہو جائے گی اور یا ن کے واسطے کوئی خاص جگہ نہین تہائی رکھی

فرزون کی دوستون نے حرص قاتل ذوق کشتن مین   ہوے ہین بخیہاے زخم جوہر تیغ دشمن مین

میرے دوستون نے میرے قاتل کی حرص قتل کو اور زیادہ کر دیا اور اس کے ذوق قتل کو بڑہا دیا ہے گویا کہ وہ بخیہ[1] جو انھون نے میرے زخم مین کی تھی وہ دشمن کی تلوار کے واسطے جوہر ہو گئی ہے یعنی دوستون نے بخیہ کی تھی زخم کے سینے کو مگر چونکہ میری بدنصیبی سے وہ قاتل کو بری معلوم ہوئی اس سے اور اس کی حرص قتل بڑھ گئی ہے اور آخر وہی بخیہ اس کی تلوار کا جوہر بنی - تلوار کا جوہر بننے سے مراد یہ کہ اور بھی اس کی تلوار کو میرے اوپر چمکایا -

تماشا کردنی ہے لطف زخم انتظار اے دل   سویدا داغ مرہم مردمک ہے چشم سوزن مین

اے دل انتظار کے زخم کا لطف دیکھنے کے قابل ہے کہ اس کا داغ سویدا اور وہ مرہم جو اس زخم پر رکھا گیا ہے وہ چشم سوزن کے لئے پتلی بن گیا ہے یعنی کسی حالت مین اس سے صورت انتظار محو نہین ہوئی -

پاؤن مین جب وہ حنا باندھتے ہین   میرے ہاتھون کو جدا باندھتے ہین

میرا محبوب جب اپنے پاؤن مین مہندی لگاتا ہے تو میرے ہاتھون کو علیحدہ باندھ دیتا ہے - میرے نزدیک اس شعر مین سواے اس کے کہ پاؤن مین حنا باندھتے ہین تو ہاتھ باندھتے ہین ایک تقابل ہے اور کوئی لطف نہین -

تیرے بیمار پہ ہین فریادی   وہ جو کاغذ مین دوا باندھتے ہین

وہ لوگ جو کاغذ مین دوا باندھتے ہین یعنی دوا فروش وہ بھی تیرے بیمار کے لئے رنج و فریاد کرتے ہین - یا یہ کہ معشوقون کو بھی رحم آتا ہے -

قید مین بھی ہے اسیری آزاد   چشم زنجیر کو وا باندھتے ہین

[1] بخیہ بکسر بھی سنا گیا ہے

قیدی حالت قید مین بھی آزاد ہے اس واسطے کہ چشم زنجیر کو جب کسی نے باندھا ہے وا یعنی کھلا ہوا باندھا ہے اس لئے اسیری گویا آزادی ہے -

شیخ جی کعبہ کا جانا معلوم   آپ مسجد مین گدہا باندھتے ہین

جناب شیخ صاحب خیر آپ کی زیارت کعبہ کا حال تو ہم کو معلوم ہے آپ کہان کعبہ کہان مگر آپ کی تشریف آوری کعبہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس قدوم میمنت لزوم کی وجہ سے مسجد کو ایک اصطبل بنا لیا ہے جس مین آپ خود گدہے معلوم ہوتے ہین یا یہ کہ شیخ صاحب آپ نے مجھے کعبہ جانے کی نسبت ارشاد فرمایا اے سبحان اللہ کیا خوب کجا مین کجا کعبہ - یہ تو ایسی بے جوڑ بات ہے کہ گویا آپ نے مسجد مین گدہا باندھ دیا ہے یا یہ کہ خود شیخ صاحب سے کہا ہے کہ آپ کیا کعبہ جائین گے آپ کہان کعبہ کہان -

کس کا دل زلف سے بھاگا کہ اسد   دست شانہ بہ قفا باندھتے ہین

اے خدا کون ایسا اسیر تھا کہ جس کا دل زلف یار سے فرار ہو گیا ہے اور اس وجہ سے کہ شانہ نے اس مفروری مین امداد دی جبتک اُس کے ہاتھ پیٹھ پیچھے باندھے جاتے ہین شانہ کے دونون بازوؤن کو اُس کے ہاتھ سمجھ لیجئے -

ہے نزاکت فصل گل مین بسکہ معمار چمن   قالب گل مین ڈھلی ہے خشت دیوار چمن

چونکہ فصل بہار مین نزاکت چمن کی تعمیر کر رہی ہے اس واسطے دیوار چمن کی ہر خشت قالب گل مین ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی ہے مطلب یہ کہ نشوونماے گل اتنی ہے کہ اسی سے چمن کی دیوار بن گئی ہے لہذا ہر پھول ایک خشت دیوار ہے -

تیری آرایش کا استقبال کرتی ہے بہار   جوہر آئینہ ہے یان نقش احضار چمن

تیری آرایش کے استقبال کے لئے بہار آمادہ اور تیار ہے تو جو بناؤ سنگھار کرتے وقت آئینہ دیکھتا ہے تو اُس آئینہ کے جوہر حاضرات بہار کا نقش بن جاتے ہین جس سے معًا بہار موجود ہو جاتی ہے یعنی بناؤ سنگھار کر کے تیرا آئینہ دیکھنا بہار پیدا کر دیتا ہے

بسکہ پائی یار کی رنگین ادائی سے شکست — ہے کلاہ ناز گل بر طاق دیوار چمن

چونکہ اُس نے یار کی رنگین ادائی سے شکست پائی ہے اس لئے ناز گل کی کلاہ اتر گئی ہے اور دیوار چمن کے طاق پر رکھی ہوئی ہے۔ نموے بہار مین بالیدگی سے پھولون کا دیوار چمن تک پہونچنا گویا اُن کا اپنے غرور و ناز کی ٹوپی اتار کر رکھدینا ہے جو عجز اور شکست کی دلیل ہے۔ ٹوپی اُترنا یون بھی آبرو اترنے کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے۔

وقت ہے گر بلبل مسکین زلیخائی کرے — یوسف گل جلوہ فرما ہے بہ بازار چمن

جیسے کہ حضرت یوسف بازار مصر مین آئے تھے اور زلیخا نے خریداری کی تھی ایسے ہی یہ وہ وقت ہے کہ بلبل کو زلیخا بن جانا چاہئے اس لئے کہ یوسف گل بازار مین بکنے کے لئے آپہونچا۔

وحشت افزا گریہ ہا موقوف فصل گل اسد — چشم دریا ریز ہے میزاب سرکار چمن

اے اسد ان وحشت افزا رونون کو فصل گل کے لئے موقوف رکھ کیونکہ تیری چشم اشکبار سرکار چمن کی میزاب ہے۔ میزاب پرنالہ کو کہتے ہین جس سے پانی گرتا ہے یعنی بے وقت کا رونا کچھ لطف نہین دیتا۔ میرا ایک شعر ہے ؎

خزان مین چاک گریبان سے فائدہ کیا ہے
مزا بہار کا ہے اک ذرا بہار آئے

جوں مردمک چشم سے ہوں جمع نگاہین — خوابیدہ بہ حیرت کدہ داغ ہیں آہین

جس طرح کہ پتلی کی وجہ سے نگاہین جمع رہتی ہین یا پتلی مین نگاہین جمع ہوتی ہین اسی طرح میرے حیرت کدہ داغ مین آہین سو رہی ہین۔

پھر حلقۂ کاکل مین پڑین دید کی راہین — جون دود فراہم ہوئین روزن مین نگاہین

حلقہ کاکل مین پھر دیدار کی راہین پیدا ہوگئین یعنی دنیا کی نظر پھر اس کے حلقہ کاکل پر پڑ گئی اور یہ حالت ہوگئی کہ جیسے دھوان روزن مین جمع ہوتا ہے۔ اسی طرح نگاہین اس حلقہ مین جمع ہین۔

پایا سر ہر ذرہ جگر گوشۂ وحشت — ہین داغ سے معمور شقائق کی کلاہین

دنیا مین تفحص اور تجسس سے یہ حال معلوم ہوا کہ ہر ذرہ کا سر سودا سے معمور ہے اور وحشت کا لخت جگر اور نور بصر ہے۔ شقائق کو دیکھئے کہ اس کی کلاہ مین بھی داغ سودا ہے۔ شقائق النعمان لالہ کی ایک قسم ہے جسے نعمان بن منذر نے لگایا تھا اور یہ ایک مشہور بات ہے کہ لالہ کی سیاہی کو داغ لالہ سے تعبیر کرتے ہین جس کی صد ہا مثالین موجود ہین۔

کس دل پہ ہے عزم صف مژگان خود آرا — آئینہ کے پایاب سے اتری ہین نگاہین

آخر تیرے مژگان صف آرا اور جنگجو کا کس دل پر چڑھائی کرنے کا ارادہ ہے کہ نگاہین اب آئینہ سے پایاب ہو رہی ہین۔ پایاب ہونا کسی دریا کے پانی سے گزرنا جس مین کشتی وغیرہ کی احتیاج نہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ تم آئینہ دیکھ رہے ہو آخر یہ پلکین صف آرا ہوکر کس دل کی تباہی کا ارادہ کر رہی ہین۔

دیر و حرم آئینۂ تکرار تمنا — واماندگی شوق تراشے ہے پناہین

یہ دیر و حرم دونون تکرار تمنا کے آئینے ہین یعنی ان سے حال کھلتا ہے کہ شوق کو پھر تازہ کیا جائے اور پھر تمنا کا اعادہ کیا جائے گویا کہ شوق کی واماندگی پناہین تراش رہی ہے یعنی شوق جب تھک جاتا ہے تو ان مین سے ایک مین واماندہ ہوکر پڑ رہتا اور اسی کو اپنی پناہ بنالیتا ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پھر کسی تمنا کا آغاز کیا جائے

یہ مطلع اسد جوہر افسون سخن ہو — گر عرض تپاک جگر سوختہ چاہین

حیرت کش یک جلوۂ معنی ہین نگاہین — کھینچون ہون سویدا دل چشم سے آہین

اے اسدؔ میرا یہ مطلع افسون سخن کے لئے جو ہزن جائے اگر تپش جگر سوختہ کو عرض کرنا چاہین اور وہ یہ ہو کہ میری نگاہین ایک جلوۂ معنی کو دیکھ کر حیرت زدہ ہین اور میری آنکھ کے دل سویدا سے برابر آہین نکل رہی ہین یا مین سویدائے دل چشم سے آہین نکال رہا ہون یعنی جلوۂ معنی نے مجکو اتنا حیرت زدہ کیا ہے کہ میری آنکھ کے دل کے سویدا سے آہین نکل رہی ہین۔ سویدائے دل چشم پتلی کو کہا جا سکتا ہے۔

تن بہ بند ہوس در ندادہ رکھتے ہین — دل زکار جہان اوفتادہ رکھتے ہین

ہمارے پاس ایسا جسم ہے جو ہوس کے بند مین قید نہین اور ہمارے پاس اس قسم کا دل ہے جو جہان کے کامون سے بالکل جاتا رہا ہے۔

تمیز زشتی و نیکی مین لاکھ باتین ہین — بہ عکس آئینہ یک فرد سادہ رکھتے ہین

کون نیکی اور بدی اچھائی اور برائی کی تمیز کرے اور کون اس جھنجھٹ مین پڑے جیسے کہ آئینہ نیکی و بدی اچھائی برائی کی تمیز کے پھیر مین پڑا ہے ہم نے وہ علت نہین رکھی بلکہ برعکس اس کے ایک سادہ فرد ہم رکھتے ہین۔

برنگ سایہ ہمین بندگی مین ہے تسلیم — کہ داغ دل بہ جبین کشادہ رکھتے ہین

سایہ کی طرح ہم نے بندگی مین تسلیم و رضا کی خو ڈال رکھی ہے اور جیسے کہ سایہ کی جبین کشادہ پر ایک داغ تسلیم ہے اسی طرح ہم بھی دل کے داغ کو اپنی جبین کشادہ پر خوشی کے ساتھ لئے ہوے ہین۔ سایہ کی جبین کشادہ وہ جگہ جہان سایہ پڑے اور وہ زمین ہے جس کی تشبیہ جبین کشادہ سے نہایت ہی موزون اور مناسب ہے یا یہ کہ ہم کشادہ پیشانی کے ساتھ اپنے دل پر داغ رکھتے ہین جیسے کہ سایہ داغ غلامی اپنی جبین پر رکھتا ہے۔ آخری معنی زیادہ مناسب اور اقرب الی الذہن ہین۔

بہ زاہدان رگ گردن ہے رشتۂ زنار — سر بپائے بت نانہادہ رکھتے ہین

بندگی بت کرکے زاہدون کو غرور پیدا ہوگیا ہے گویا کہ رشتۂ زنار ان کے لئے

رگ گردن (غرور) بن گیا ہے لہذا ہم اس خوف سے کہ ہم مغرور نہ ہو جائین ایسا سر رکھتے ہین کہ کسی بت کے قدم پر اس کو کبھی نہین رکھا یا یہ کہ زاہد زنار پر مغرور ہین جو یہ کسی بت کے قدم پر نہین رکھا

معاف بیہدہ گوئی ہین ناصحان عزیز — دل بدست نگارے ندادہ رکھتے ہین

ہم اپنے ناصحان عزیز کی تلخ نوائی کو معاف کرتے ہین کیا کرین وہ غریب معذور و مجبور ہین انھون نے کبھی کسی معشوق سے دل تو لگایا نہین پھر وہ ایسی باتین نہ کرین تو کیا کرین۔

برنگ سبزہ عزیزان بدزبان یکدست — ہزار تیغ بہ زہر آب دادہ رکھتے ہین

جیسے کہ سبزہ زہر آب مین بجھی ہوئی تلوار لئے ہے ظاہر ہے کہ سبزہ کی پتیان اور گھاس تلوار سے مشابہ ہے اسی طرح ہمارے بدزبان عزیز بھی ہزارون تلوارین ہمارے قتل کے لئے ایسی لئے ہوے ہین جنھین زہر آب مین بجھایا ہے۔

طاؤس نمط داغ کے گر رنگ نکالون — یک دفتر نسب نامۂ نیرنگ نکالون

اگر مین طاؤس کی طرح اپنے داغ دل کے رنگ دکھانے پر آؤن اور بتانا چاہون کہ میرا داغ دل کتنے کتنے رنگون مین رہ چکا ہے تو غالبًا یہ نتیجہ نکلے گا کہ نیرنگ یعنی رنگا رنگی کا ایک پورا نسب نامہ دکھانا پڑے گا تب بتا سکون گا کہ کب کب داغ دل کا کیا کیا رنگ رہ چکا ہے۔

نے کوچۂ رسوائی و زنجیر پریشان — اے نالہ مین کس پردے مین آہنگ نکالون

نے (بانسری) ایک کوچۂ رسوائی ہے اور زنجیر ایک پریشان چیز ہے آخر اے نالۂ غم تو ہی بتا کہ مین کون سے پردے سے اپنی آواز نکالون اس مین یہ خرابی ہے اور زنجیر کی جھنکار مین پریشانی ہے۔

یک نشو و نما جا نہین جولان ہوس کو — ہر چند کہ بمقدار دل تنگ نکالون

دنیا مین کہین اتنی بھی جگہ نہین کہ میری ہوس ایک نشو و نما بھی کر سکے ہر چند
اپنے دل تنگ کی مقدار ہی کے موافق مین ہوس نکالون مگر اتنی بھی نہین نکل سکتی

سودائے عشق سے دم سرد کشیدہ ہون　　شام خیال زلف سے صبح دمیدہ ہون

مین سودائے عشق کی وجہ ایک دم سرد کشیدہ ہون گویا مین وہ صبح ہون جو
شام خیال زلف یار سے طلوع ہوئی ہے چونکہ شعرا صبح کے طلوع ہونے کو ایک دم
سرد سے تشبیہ دیتے ہین اس لئے کہا ہے کہ چونکہ سودائے عشق سے مین دم سرد
کھینچ رہا ہون اس لئے مین بھی ایک صبح معلوم ہوتا ہون۔

دوران سر سے گردش ساغر ہے متصل　　خمخانۂ جنون مین دماغ رسیدہ ہون

دوران سر کی وجہ سے متواتر اور متصل طور پر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مین دور ساغر
مین شریک ہون اور پیالہ پر پیالہ چڑھاتا جاتا ہون گویا کہ مین جنون کے خمخانہ مین
ایک ایسا دماغ ہون جو نشہ سے سرشار ہے۔

ظاہر ہین میری شکل سے افسوس کے نشان　　جون شانہ پشت دست بدندان گزیدہ ہون

افسوس کے نشان میری صورت اور شکل سے ظاہر ہو رہے ہین۔ گویا مین شانہ
کی مانند ہون جو پشت دست کو اپنے دانتون سے چبائے ڈالتا ہے۔

ہون گرمی نشاط تصور سے نغمہ سنج　　مین عندلیب گلشن نا آفریدہ ہون

مین اپنے تصور کی خوشی کی گرمی سے نغمہ سنجی کر رہا ہون گویا کہ وہ بلبل ہون
جسکے لئے گلشن ہنوز پیدا بھی نہین کیا گیا مگر وہ خوش اور مسرور ہے۔

دیتا ہون کشتگان کو سخن سے سر تپش　　مضراب تار ہائے گلوئے بریدہ ہون

مین مرنے والون کو اپنی شیرین کلامی سے درس تپش دیتا ہون یعنی تڑپاتا ہون
گویا کہ مین مضراب ہون اور گلو بریدہ لوگون کے تارون پر روان ہوتا ہون اسی لئے

گویا مرنے والون کے تڑپانے کا باعث ہون۔

ہے جنبش زبان بدہن سخت ناگوار　　خونابہ ہلاہل حسرت چشیدہ ہون

مجھے اپنے دہن مین اپنی زبان کی جنبش سخت ناگوار اور بری معلوم ہوتی ہے
اور مین اس سے غایت درجہ تلخی اور ناگواری کا احساس کرتا ہون اس واسطے کہ
مین زہر حسرت پی چکا ہون۔

جون بوئے گل ہون گرچہ گرانبار مشت زر　　لیکن اسد بوقت گزشتن جریدہ ہون

اگرچہ بوئے گل کی طرح میرے ہاتھ یا میری مٹھی مین بھی زر ہے زر گل یا زرد زرد وہ
زرد پتیان جو پھول کے بیچ مین ہوتی ہین جنھین زیرہ گل بھی کہا جاتا ہے مگر جیسے کہ بو
جب رخصت ہوتی اور جاتی ہے تو تنہا جاتی ہے اور کچھ نہین لے جاتی اسی طرح جاتے
وقت مین بھی یکہ و تنہا ہون اور کسی چیز یا کسی آدمی کو ساتھ نہ لے جاؤن گا۔

خون در جگر نہفتہ بہ زردی رسیدہ ہون　　خود آشیان طائر رنگ پریدہ ہون

مین خون جگر مین چھپائے ہوئے ہون اور زرد ہو رہا ہون گویا اس طائر رنگ
کا نشیمن ہون جو پرواز کر چکا ہے۔

ہے دست زد بہ سیر جہان بستن نظر　　پائے ہوس بدامن مژگان کشیدہ ہون

آنکھ بند کر لینا سیر جہان پر دست رد یعنی دست واپسی پھیر دینا ہے یعنی سیر جہان کو نامنظور
کرنا ہے اسی لئے مین آنکھ بند کر کے پائے ہوس کو دامن مژگان مین لپیٹ کر بیٹھ چکا ہون
یعنی سیر جہان سے قطع نظر کر کے آنکھین بند حیرت زدہ بیٹھا ہون۔

مین چشم وا کشادہ و گلشن نظر فریب　　لیکن عبث کہ شبنم خورشید دیدہ ہون

میری آنکھین کھلی ہوئی ہین اور گلشن جاذب توجہ اور جاذب نظر ہے مگر یہ سب
میرے لیے بیکار ہے کیونکہ مین اس شبنم کی مانند ہون جس کو آفتاب کی کشش جذب کر رہی ہے

حاصل یہ ہے کہ باغ جہان کیسا ہی اچھا اور خوشگوار سہی مگر کیا کیا جاے کہ مین تو کسی اور ہی طرف کھنچ رہا ہون۔

تسلیم سے یہ نالہ موزون ہوا حصول ۔۔۔ اے بے خبر مین نغمہ چنگ خمیدہ ہون

مین جب حکم یار سے ہر بات پر سر تسلیم خم کرتا رہا۔ اس وقت مجھے یہ نغمہ موزون جو تو سن رہا ہے حاصل ہوا ہے اے بے خبر تجھے معلوم بھی ہے مین وہ نغمہ ہون جو چنگ خمیدہ سے نکلا ہون تسلیم کو چنگ خمیدہ سے استعارہ کیا ہے۔ اس استعارہ بلیغ نے شعر کو نہایت ہی بلند کر دیا ہے۔

پیدا نہین ہے اصل تگ و تاز جستجو ۔۔۔ مانند موج آب زبان بریدہ ہون

یہ معلوم نہین کہ میری تگ و تاز اور دوڑ دھوپ کا اصل منشا اور مقصد کیا ہے میری حالت موج دریا کی سی ہو کہ جیسے وہ دوڑ رہی ہے اور ابتک جستجو مین ہو مگر وہ ایک زبان بریدہ کی مانند ہے اس کی منزل اور مقصد کا کسی پر اظہار نہین ہو سکتا۔ بالکل اسی طرح مین بھی ایک زبان بریدہ ہون میرا حال بھی کسی پر نہین کھلتا۔

سر پر مرے وبال ہزار آرزو رہا ۔۔۔ یارب مین کس غریب کا بخت رمیدہ ہون

ہزارون حسرتون اور ہزارون تمناؤن کا وبال میری گردن پر ہے اے میرے خدا آخر مین کس غریب کا بخت رمیدہ ہون کہ اس قدر حسرتون کا میرے سر پر وبال لدا ہوا ہے ظاہر ہے کہ غریب کے بخت رمیدہ کے سر پر بھی ہزارون حسرتون کا ہجوم اور وبال ہوگا۔

مین بے ہنر کہ جوہر آئینہ تھا عبث ۔۔۔ پائے نگاہ خلق مین خار خلیدہ ہون

مین بے ہنر جوہر آئینہ کی مانند تھا مگر اس کو لوگون نے سمجھا نہین اور آج مین دنیا کے پائے نگاہ مین ایک کانٹا معلوم ہو رہا ہون۔

میرا نیاز عجز ہے مفت بتان اسد ۔۔۔ یعنی کہ بندہ بے درم ناخریدہ ہون

میرا عجز و نیاز بتون کے لئے مفت ہے یعنی بغیر کسی غرض و مطلب کے ان کے لئے میرا عجز ہے گویا کہ مین درم ناخریدہ غلام ہون۔

ہو وحشت گاہ امکان اتفاق چشم مشکل ہو ۔۔۔ مہ و خورشید باہم ساز یک خواب پریشان ہے

دنیا ایک وحشت گاہ ہے یہان دو آنکھون کا ملنا ناممکن ہے اب رہا یہ کہ تو یہ اعتراض کرے گا کہ جب یہ بات ہے تو مہ و خورشید باہم کیون آنکھین ملا رہے ہین یا یہ دو آنکھین کیون مل رہی ہین سو اس دھوکہ مین نہ آنا۔ یہ دونون آنکھون کا ملنا ایک خواب پریشان کا سامان ہو۔

نہ انشا معنی مضمون نہ املا صورت موزون ۔۔۔ عنایت نامہائے اہل دنیا ہرزہ عنوان ہین

اہل دنیا کے عنایت نامون کا کیا حال پوچھتا ہے سب کے عنوان بیہودہ۔ لغو۔ اور فضول ہین نہ انشا درست نہ املا درست۔ نہ معنی موزون۔ نہ حرف صحیح۔

طلسم آفرینش حلقہ یک بزم ماتم ہے ۔۔۔ زمانے کے شب یلدا سے موے سر پریشان ہین

طلسم آفرینش یعنی مخلوق ایک حلقہ بزم ماتم ہے اور یہ جو تاریک راتین تو دیکھتا ہو یہ راتین نہین ہین بلکہ دراصل زمانے کے وہ پریشان بال ہین جو ماتم مین پریشان کئے جاتے ہین یعنی زمانے نے موے سر پریشان کرئے ہین صرف اس لئے کہ حلقہ ماتم اپنے پورے کمال کے ساتھ جاری رہے۔

یہ کس ناہید کی تمثال کا ہو جلوہ سیمابی ۔۔۔ کہ مثل ذرہ ہاے خاک آئینے پر افشان ہین

یہ کس ناہید طلعت کی تصویر کا جلوہ سیمابی ہو یعنی پارے کی خاصیت رکھتا ہو کہ خاک کے ذرون کی مانند آئینے اڑنے کی کوشش مین مصروف ہین یعنی کس برق وش کی تصویر کا جلوہ سیمابی آئینہ کو مائل پرواز کر رہا ہو۔ ایک ایسا ہی شعر ہو ؎

ہوے اس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے
پر افشان جوہر آئینے مین مثل ذرہ روزن مین
غالب

نکرآتش ہمارا کوکب اقبال چمکادے — وگرنہ مثل خار خشک مردود گلستان ہین

شائد آگ یہ احسان کرسکے کہ ہمارے اقبال کے ستارے کو چمکا دے ورنہ ہم سوکھے ہوے کانٹون کی مانند گلستان کے مردود ہین یعنی گلستان نے ہم کو رد کردیا ہے اس مضمون کو مرزا نے ادنی تغیر کے ساتھ کئی جگہ کہا ہے چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہین ؎

فناکو سونپ گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا — فروغ طالع خاشاک ہے موقوف گلخن پر

جلوہ در طالع خاشاک من افتادہ بون
شد غلط جادۂ گلخن بہ گلستان رفتم — غالب

اسد بزم تماشا مین تغافل پردہ داری ہے — اگر ڈھانپے تو آنکھین ڈھانپ ہم تصویر عریان ہین

اے اسد بزم تماشا مین تغافل پردہ داری کا کام دیتا ہے اگر تجکو پردہ کرنا منظور ہے تو اور سب پردون کو چھوڑ اور آنکھین ڈھانپ کیونکہ ہم تصویر عریان کی مانند ہین یہی پردہ داری زیادہ موزون ہے۔

مرگ شیرین ہوگئی تھی کوہکن کی فکر مین — تھا حریر سنگ سے قطع کفن کی فکر مین

کوہکن کی موت فکر مین نہایت خوشگوار اور شیرین بن گئی تھی وہ جو پتھر کاٹ رہا تھا تو گویا کہ وہ حریر تھا جس سے وہ اپنے کفن کے قطع کرنے کی فکر کر رہا تھا۔ یعنی اس کو قطع سنگ قطع حریر معلوم ہوتا تھا۔

فرصت یک چشم حیرت شش جہت آغوش ہے — ہون سپند آسا وداع انجمن کی فکر مین

ایک چشم حیرت کا وا کرنا اور ایک چشم حیرت کے کھولنے کی فرصت اور وقفہ گویا بہت زیادہ شوق اور جوش مین آغوش کا وا کرنا ہے میری صورت بالکل دانۂ سپند کی سی ہے کہ جب اُس کو آگ پر ڈالتے ہین تو وہ چٹکتا ہے تو پھٹنے اور شق ہونے سے حالت برشتگی مین گویا کہ ایک چشم حیرت کھولتا ہے اور یہی چشم حیرت کھولنا اُس کے لیے آغوش وداع بن جاتا ہے یعنی اُسی کے بعد وہ جل جاتا ہے اور

پوری انجمن سے رخصت ہوجاتا ہے۔

وہ غریب وحشت آباد تسلی ہون جسے — کوچہ دیتا ہے زخم دل صبح وطن کی فکر مین

مین وحشت آباد تسلی کا ایک مسافر رہنورد ہون اور اس قدر واجب الرحم اور بیکس ہون کہ زخم دل بھی اپنی کشادگی اور تفرق کی وجہ سے میرے لئے راہ بنا رہا ہے اور کوچہ تیار کر رہا ہے تاکہ مین اپنے وطن مین پہونچ سکون۔ زخم کا کوچہ تیار کرنا نہایت بدیع اور بے مثل خیال ہے۔

سایۂ گل داغ و جوش نکہت گل موج دود — رنگ کی گرمی ہے تاراج چمن کی فکر مین

سایۂ گل ایک داغ ہے اور جوش نکہت گل ایک موج دود ہے گویا کہ رنگ چمن کی گرم بازاری تاراج چمن کی فکر مین ہے۔

اے نوا ساز تماشا سر بکف جلتا ہون مین — اک طرف جلتا ہے دل اور اک طرف جلتا ہون مین

اے نوا ساز تماشا یعنی اے فراہم کنندۂ اسباب تماشا۔ مین سر بکف ہوکر جل رہا ہون ایک طرف میرا دل جلا جاتا ہے اور ایک طرف مین جل رہا ہون۔

شمع ہون لیکن بہ پا در رفتہ خار جستجو — مدعا گم کردہ ہر سو ہر طرف جلتا ہون مین

مین شمع ہون لیکن وہ شمع کہ جستجو کرتے کرتے اس کے پاؤن مین کانٹے چبھ گئے ہین اب مین مدعا گم کردہ ہوکر ہر طرف جل رہا ہون اور آوارہ پھر رہا ہون۔ یعنی مین شمع ہون لیکن صرف شمع جستجو بن گیا ہون اور اپنے مدعا کو گم کر بیٹھا ہون۔

ہے مساس دست افسوس آتش انگیز تپش — بے تکلف آپ پیدا کرکے تف جلتا ہون مین

دست افسوس کا ملنا تپش کی آگ کو بھڑکاتا ہے مین بے تکلف آپ مین تف پیدا کرکے جلتا ہون

ہے تماشاگاہ سوز تازہ ہر یک عضو تن — جون چراغان دوالی صف بصف جلتا ہون مین

میرا ہر عضو بدن ایک سوز تازہ کا تماشا گاہ بنا ہے اور ہر ایک چراغان دوالی کی طرح صف بصف جل رہا ہے اسی واسطے ایک صورت تماشا گاہ بنا ہوا ہے۔

شمع ہون تو بزم مین جا پاؤن غالب کیطرح　　بے محل اے مجلس آرائے نجف جلتا ہون مین

اگر مین شمع ہون تو غالب کی مانند بزم مین پہونچون مگر اے مجلس آرائے نجف (مراد حضرت علی سے) مین بے محل جل رہا ہون۔ صائب کہتا ہے ؎

سوختیم و سوزش ما بر کسے پیدا نہ شد
چون چراغان شب مہتاب بیجا سوختیم

فتادگی مین قدم استوار رکھتے ہین　　برنگ جادہ سر کوے یار رکھتے ہین

افتادگی مین ہمارا قدم نہایت مضبوط اور استوار ہے اور جادہ کی مانند کوے یار کا ارادہ ہے یعنی جیسے کہ جادہ عاجزانہ خاک پر پڑا ہوا ہے مگر کوے یار تک پہونچنے کا ارادہ کر رہا ہے یا پہونچا ہے اسی طرح سے ہم بھی جادہ کی مانند کوے یار کا ارادہ رکھتے ہین اور افتادگی پر استوار ہین۔

برہنہ مستی صبح بہار رکھتے ہین　　جنون حسرت یک جامہ دار رکھتے ہین

جس طرح کہ بہار حالت برہنگی مین مست نظر آتی ہے۔ جیسے کہ فصل گل نشے مین چور ہو کر دنیا کے سامنے ہے بالکل اسی طرح ہم ایک حسرت جامہ وار مین مجنون ہین جامہ وار سے مراد یا یہ ہو کہ ایک سرا پا بہار کی حسرت ہے یا گل داغ جنون کی تمنا ہے۔ جامہ وار ایک منقش اور رنگین کپڑا ہوتا ہے جو بہار سے اشبہ ہے۔ اسی واسطے اپنی برہنگی جنون کو برہنہ مستی بہار سے تشبیہ دی بہار کی برہنہ مستی یہی ہے کہ اس جوش نشو و نما مین مست ہو کر اہل جہان کے سامنے جلوہ گر ہے۔

مطلب یہ ہو کہ ہمارے اندر صبح بہار کی برہنہ مستی ہے اور ایک جامہ وار کی حسرت کے مجنون ہین جیسے کہ صبح بہار برہنہ تھی اور ایک گل بوٹے کی چادر کی احتیاج تھی اسی طرح ہماری برہنگی و عریانی ایک جامہ وار کی تلاش مین ہو۔

طلسم مستی دل آن سوے ہجوم سرشک　　ہم ایک میکدہ دریا کے پار رکھتے ہین

ہمارے ہجوم سرشک کے ماورا ہمارے دل کی مستی کا ایک طلسم بنا ہوا ہے۔ یعنی ہجوم اشک تو ایک ظاہری چیز ہے اس سے گزر کر جو ایک عالم ہے وہان ہمارے دل کی مستی ظاہر ہوتی ہے جو گویا ایک طلسم ہے اس کی بالکل ایسی تشبیہ ہے جیسے دریا کے پار کوئی شراب خانہ ہوتا ہے اسی طرح ہمارے یہان ماورائے ہجوم اشک مستی دل کا طلسم ہے۔

ہمین حریر شرر باف سنگ خلعت ہے　　یہ ایک پیرہن زرنگار رکھتے ہین

ہم مجنون ہین اور وہ چنگاریان برساتے ہوئے پتھر جو ہم پر پھینکے جاتے ہین گویا کہ ہمارے واسطے خلعت ہین اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم ایک پیراہن زرنگار پہنے ہوے ہین۔ سنگ گویا ہمارے لئے حریر ہے جو شرر سے بنا ہے اور اس حریر شرر باف سے ہمارے واسطے ایک سنہرا پیرہن تیار ہو گیا ہے۔

نگاہ دیدۂ نقش قدم ہے جادۂ راہ　　گزشتگان اثر انتظار رکھتے ہین

جادۂ راہ ایک نگاہ ہے دیدۂ نقش قدم جس سے معلوم ہوتا ہے گزرے ہوے اور رہنوردان راہ عدم جن کا یہ نقش پا ہے ہمارا انتظار کر رہے ہین۔ جادہ راہ کی نگاہ سے تشبیہ دی ہے وجہ شبہ درازی رسائی وغیرہ ہو سکتی ہے نقش قدم کو ایک آنکھ فرض کیا ہے کہ جس کی نگاہ جادہ ہے۔ اسی سے گزشتگان کا اثر انتظار ثابت ہوا۔

ہوا ہے گریۂ بیباک ضبط سے تسبیح　　ہزار دل پہ ہم اک اختیار رکھتے ہین

ہمارا وہ گریہ جو نہایت بیباک تھا یعنی جس کو کوئی خوف اور خیال ہی نہ تھا ہمارے ضبط کی وجہ سے تسبیح ہو گیا ہے تسبیح کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے قطرہائے اشک کو ضبط کیا ہے جو دانون کی صورت ہوتے ہین اور تسبیح دانون ہی سے تیار ہوتی ہے اور تسبیح ہزار دانون کی بھی ہوتی ہے لہذا معلوم ہوا کہ ہم ایک اختیار ہزار

دلون پر رکھتے ہین۔

بساطِ ہیچ کسی مین بہ تنگ ریگِ روان　　ہزار دل بوداعِ قرار رکھتے ہین

ہم بساطِ ہیچ میرزی اور ہیچ کسی مین ریگِ روان یعنی اس ریگ کی مانند جو ہر وقت اڑتا یا چلتا رہتا ہے ہزار دل ایسے رکھتے ہین جو قرار و صبر کو ہر وقت وداع کرتے رہتے ہین یعنی ہم ریگ روان ہین۔ اور یہ روانی اور اضطرار جو ہم مین ہے یہ ہمارا وداعِ قرار ہے۔

جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہی غالب　　بسانِ دشت دل پرغبار رکھتے ہین

اے غالب ہم کو یارانِ رفتہ کی فرقت نے مجنون اور دیوانہ بنا دیا ہے اور ہمارا دل اس جنگل کی مانند ہی جس مین غبار ہو۔ بالکل اسی طرح ہمارے دل مین بھی غبارِ رنج والم بھرا ہوا ہے۔

چمن نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوبان ہے　　سحر گلہائے نرگس چند چشم کور ملتے ہین

چمن دیدارِ خوبان کی آگاہی سے نامحرم ہی یعنی اس نے حسینون کا دیدار دیکھا ہی نہین ہے۔ صبح کے وقت نرگس کے پھول چند اندھی آنکھین ملا کرتے ہین اور یہی دلیل چمن کے نامحرمِ دیدارِ خوبان ہونے کی ہے۔

کجا جوہر چہ عکسِ خطِ بتان وقتِ خود آرائی　　دلِ آئینہ زیرِ پائے خیلِ مور ملتے ہین

کیا عکسِ خط اور جوہر کے جھگڑے مین پڑا ہوا ہے اور کیون یہ سمجھ رہا ہے کہ آئینہ مین عکسِ خط پڑتا ہے۔ بات دراصل یہ نہین ہو بلکہ یہ ظالم معشوق آئینہ کے دل کو خیلِ مور چہ سے پامال کراتے ہین۔ یعنی جب معشوق آئینہ دیکھتے ہین اور انکے خط کا عکس آئینہ مین پڑتا ہے تو گویا جوہر پڑتے نہین وہ خط جو خیلِ مور سے مشابہ ہو جوہر یعنی دلِ آئینہ کو پامال کرتا ہی حاصل یہ کہ معشوق کسی حال مین ظلم سے غافل نہین ہوتے ان کی ظاہری حالت کچھ اور ہوتی ہو اور دل مین کچھ اور بات ہوتی ہو۔

تماشائے بہار آئینہ پروازِ تسکین ہے　　کفِ گلبرگ سے پائے دلِ رنجور ملتے ہین

بہار کا نظارہ ایک آئینہ ہے جس مین تسکین کی پرواز یعنی تسکین کے اڑ جانے کی صورت نظر آتی ہے۔ اس لئے کہ تماشائے بہار کے وقت پھولون کی پتیان حرکت کرتی اور ہلتی نظر آتی ہین اسی سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ کفِ گلبرگ نہین ہین بلکہ رنجورون کے پاؤن ہین جنھین وہ مل رہے ہین یعنی ایڑیان رگڑ رہے ہین کہ انکی تسکین پرواز کر گئی ہے۔

اسد حسرت کشِ یک داغِ مشک آلودہ ہے یارب　　لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیجور ملتے ہین

اے میرے خدا ایک بیچارہ اسد ہو کہ ایک داغِ مشک آلود کی تمنا کر رہا ہو اور میسر نہین حالانکہ شمع کے اوپر ہمیشہ عطرِ شبِ دیجور ملا جاتا ہے یعنی شمع کے لئے رات بھی لازمی ہو پھر میرا دل جو مثلِ شمع کے ہے اس کو ایک داغِ مشک آلود سے ابتک خلافِ قانونِ فطرت کیون محروم رکھا ہو۔ داغ کو شمع سے اور مشک کو بوجہ سیاہی کے شب سے تشبیہ دی ہی مگر شبِ دیجور کو عطر ٹھہرانے کی وجہ میرے خیال مین نہین آتی مطلب یہ ہو کہ مین بھی ایک داغِ سیاہ چاہتا ہون جو سرمایہ فخرِ عشق ہو۔

ہوئی ہین آبِ شرم کوششِ بیجا سے تدبیرین　　عرق ریز تپش ہین موج کی مانند زنجیرین

کوشش بیجا کی شرم سے وہ تدبیرین جو میرے حق مین یا ایک دیوانہ کے حق مین کی گئی تھین پانی ہو گئی ہین یعنی جو زنجیرین کہ دیوانہ کو پہنائی گئی تھین انکو تپش سے عرق آ رہا ہو اور اسی عرقِ خجالت کی وجہ سے زنجیرین موجِ دریا معلوم ہوتی ہین زنجیر کی تشبیہ موج سے نہایت ہی مشہور مگر لطیف ہو۔

درشتی تامل پنبۂ گوشِ حریفان ہے　　وگرنہ خواب کی مضمر ہین افسانے مین تعبیرین

تامل اور غور و فکر کی درشتی حریفون کے لئے پنبہ گوش بن گئی ہے یعنی انکی فکر نے ان کو اصل مقصود تک پہونچنے سے محروم رکھا ہے وگرنہ افسانے مین خواب

کی تعبیرین بھی مضمر ہین اور کوئی غور وفکر کی ضرورت نہیں۔ دنیا کے ہر آغاز مین انجام اور ہر انجام مین آل کار کی تصویرین دکھائی دیتی ہین۔

اسد طرز عروج اضطراب دل کو کیا کہیے — سمجھتا ہون تپش کو الفت قاتل کی تاثیرین

اے اسد اضطراب دل کے طرز عروج کو مین کیا کہون۔ اب حالت یہ ہے کہ اپنی تپش دل کو مین الفت قاتل کی تاثیرین سمجھتا ہون اور یہی دل کا عروج اضطراب ہے

بیدماغی حیلہ جوے ترک تنہائی نہین — ورنہ کیا موج نفس زنجیر رسوائی نہین

اصل یہ ہے کہ ہم اپنی بدد ماغی کی وجہ سے ترک تنہائی کا کوئی حیلہ نہین ڈھونڈھتے اور تنہائی کو برا سمجھنے کی کچھ دلیلین قائم نہین کرتے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تنہائی بھی کوئی بڑی عمدہ چیز نہین ہے اور اگر ہے بھی تو تنہائی میسر کہان ہے کیونکہ کہین بھی جائین اور کیسی ہی تنہائی اختیار کرین پھر بھی آمد ورفت نفس سے چھٹکارا نہین ہے اور یہ نفس کی آمد وشد کی موج ایک زنجیر رسوائی ہے۔ اور جب یہ رسوائی ہے تو پھر تنہائی کہان۔

وحشی خوکردۂ نظارہ ہے حیرت جسے — حلقۂ زنجیر جز چشم تماشائی نہین

میری حیرت ایک وحشی ہے مگر ایسی وحشی ہے جسے نظارہ کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ چونکہ وحشی کو زنجیر مین رکھا جاتا ہے اس لئے اس کے لئے بھی زنجیر کی ضرورت ہے مگر اس کی زنجیر کا ہر حلقہ اس کے واسطے چشم تماشائی کا کام دیتا ہے اور اس کا سبب وہی اس کی خوکردگی نظارہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میری حیرت کا عالم بھی نظارۂ جمال محبوب سے خالی نہین ہے۔

قطرہ کو جوش عرق کرتا ہے دریا دستگاہ — جز حیا پرکار سعی بے سروپائی نہین

جوش عرق شرم قطرہ کو دریا دستگاہ بنا دیتا ہے۔ یعنی جوش شرم سے قطرہ بڑھ کر دریا کی برابر مقدرت رکھنے والا ہوجاتا ہے تو معلوم ہوا کہ بے سروپائی مین

جو سعی کی جاتی ہے اس کے لئے حیا پرکار ہے کہ اس کو معمولی جگہ سے بلند جگہ تک پہونچا دیتی ہے اور جوش شرم کچھ سے کچھ کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ بے سروپائی مین کوئی سعی نہین ہوسکتی جیسے کہ قطرہ بے سروپا ہے مگر اس کا عرق انفعال اس کو دریا دستگاہ کرتا ہے اسی طرح حیا سعی کے لئے پرکار ہوجاتی ہے۔

چشم نرگس مین نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار — فرصت نشوونما ساز شکیبائی نہین

یہ نہ سمجھو کہ نشوونما کی فرصت اسباب صبر وشکیبائی مہیا کرتی ہے۔ یہ سراسر غلط ہے۔ نرگس کو دیکھو کہ نشوونما یا کر وہ آنکھ پیدا کرتی ہے مگر اسی آنکھ مین بہار شبنم کا نمک بھرتی ہے۔ مطلب یہ کہ نشوونماے ہستی قابل فخر وامتیاز نہین ہے۔

کسکو دون یارب حساب سوزناکیہاے دل — آمد ورفت نفس جز شعلہ پیمائی نہین

اے میرے خدا مین اپنے دل کی تپش اور سوزناکی کا کس کو حساب دون بڑی مصیبت مین ہون حالت یہ ہے کہ اب میرے نفس کی آمد ورفت بھی شعلہ پیمائی سے کم نہین ہے۔ پھر ایسا کون ہے کہ مین اس کو اپنے سوز دل کا حساب سمجھاؤن۔

مت رکھ اے انجام غافل ساز ہستی پر غرور — مور کے پرہن سروبرگ خودآرائی نہین

اے انجام سے غافل کیا دنیا کے ساز وسامان پر اتراتا ہے یہ سمجھ لے کہ یہ تیرا تمام ساز وسامان خودآرائی چیونٹی کے پر ہین اور یہ ظاہر ہے کہ چیونٹی کے جب پر نکلتے ہین تو اس کی موت کا زمانہ قریب آجاتا ہے۔ اسی طرح تیرا ساز وسامان تجھے موت سے قریب کر رہا ہے۔

ظاہر اسپنجۂ افتادگان گیرا نہین — ورنہ کیا داماں کی حسرت نقش پا نہین

معلوم یہ ہوتا ہے کہ عاجزون کے پنجہ مین گیرائی کی طاقت ہی نہین ہے ورنہ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ نقش پا کو کسی دامن کے تھامنے کی حسرت نہین ہے اگر وہ اپنے پنجہ مین طاقت گیرائی دیکھے تو دامن تھام لے۔

آنکھیں پتھرائی ہیں نا محسوس ہے تار نگاہ ‎ ‎ ‎ ہے زمین از بسکہ سنگین جادہ بھی پیدا نہیں

چونکہ آنکھیں پتھرا گئی ہیں لہذا اب تار نگاہ کا احساس بھی باقی نہیں رہا اسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کہ کسی سنگین زمین کے اوپر جادہ کے نشانات نمودار نہیں ہوتے ہیں پھر جب آنکھیں پتھرا گئیں تو ان میں تار نگاہ کیونکر ظاہر ہو۔ یہ بمنزلہ زمین سنگین ہیں اور تار نگاہ بمنزلہ جادہ کے۔

ہو چکے ہم جادہ ساں سو بار قطع و تا ہنوز ‎ ‎ ‎ زینت یک پیرہن جوں دامن صحرا نہیں

جادہ کو جیسے لوگ قطع کرتے ہیں (جادہ قطع کرنا راہ طے کرنا) اسی طرح ہم کو سو بار قطع کیا ہے (قطع کرنے سے مراد یا ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے یا پامال کرنا) مگر افسوس ہے کہ آج تک ہم کسی پیرہن کے کام نہ آئے اور اسی طرح بیکار رہے جیسے کہ دامن صحرا بیکار رہتا ہے اور کسی پیرہن کی زینت نہیں ہوتا۔

ہو سکی ہے پردہ جوشیدن خون جگر ‎ ‎ ‎ اشک بعد ضبط غیر از پنبۂ مینا نہیں

وہ آنسو جو ضبط کے بعد ہماری آنکھوں سے جاری ہوتے ہیں وہ جوشش خون جگر کے لئے پردہ ہیں اور اُن کو روکے ہوئے ہیں یعنی اگر وہ اشک نہوں جو ضبط کے بعد نکلتے ہیں تو ہم خون روئیں۔ ان آنسوؤں کی مثال ایسی ہے جیسے کہ پنبۂ مینا ہوتا ہے کہ اس کے ہونے کی وجہ سے شراب شیشہ سے نہیں نکل سکتی ورنہ اگر وہ نہو تو شراب سُرخ نکلے۔

ہو سکے کب کلفت دل مانع جوش سرشک ‎ ‎ ‎ گرد ساحل سنگ راہ جوشش دریا نہیں

کلفت دل طوفان اشک کو کب روک سکتی ہے۔ کلفت بمنزلہ گرد ساحل ہے اور جوش سرشک بمقابل جوشش دریا کے جیسے جوشش دریا کو گرد ساحل نہیں روک سکتی اسی طرح ہمارے دل کی کلفت بھی اس اشک طوفان کو نہیں روک سکتی ہے۔

ہے طلسم دہر میں صد حشر پاداش عمل ‎ ‎ ‎ آگہی غافل کہ یک امروز بے فردا نہیں

دنیا ایک طلسم ہے جہاں پاداش عمل کے سیکڑوں حشر برپا ہوا کرتے ہیں اے غافل ذرا ہوشیار ہو اور سمجھ لے کہ دنیا میں کوئی امروز بغیر فردا کے ممکن نہیں ہے یعنی عمل کے ساتھ ہی عمل کا بدلہ ملتا ہے۔ نواب سراج الدین احمد خان سائل کا ایک شعر ہے۔ کیا خوب کہا ہے ؎

عمل شاہد ہے شرم و انفعال بادہ نوشی پر
اُدھر بوتل ہوئی خالی اِدھر بوتل کا چور اتھا

بسمل اس تیغ دو دستی کا نہیں بچتا اسد ‎ ‎ ‎ عافیت بیزار شغل کعبتین اچھا نہیں

مرزا کو اوائل شباب میں کعبتین وغیرہ کا شوق تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ انھیں علتوں کی وجہ سے ایک کوتوال نے ان کو قید کرا دیا تھا۔ اسی شغل کی نسبت اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔ کعبتین کے کھیل کو تیغ دو دستی کہنا بہت لطف رکھتا ہے۔

ضبط سے مطلب بجز وارستگی دیگر نہیں ‎ ‎ ‎ دامن تمثال آب آئینہ سے تر نہیں

ضبط کرنے سے آزادی کے سوا اور کوئی مطلب نہیں ہے جیسے کہ تصویر کا دامن آئینہ کے پانی سے کبھی تر نہیں ہوتا۔ اسی طرح ضابط لوگ سوائے وارستگی کے اور کوئی مطلب نہیں رکھتے۔

ہے وطن سے باہر اہل دل کی قدر و منزلت ‎ ‎ ‎ عزلت آباد صدف میں قیمت گوہر نہیں

اہل دل کی قدر و منزلت ہمیشہ وطن سے باہر ہوتی ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ موتی جب صدف کے گوشہ میں رہتا ہے اس کو نہ کوئی دیکھتا ہے نہ اسکی قدر و منزلت ہوتی ہے

اہل جوہر کو وطن میں رہنے دیتا گر فلک ‎ ‎ ‎ لعل کیوں آتا یہاں کان بدخشاں چھوڑ کر

باعث ایذا ہے برہم خوردن بزم سرور ‎ ‎ ‎ لخت لخت شیشۂ بشکستہ جز نشتر نہیں

بزم سرور کا برہم ہونا باعث ایذا ہے۔ جو شیشے کہ شراب کے پینے کے بعد توڑ دیے
جاتے ہین ان کا چورا نشتر معلوم ہوتا ہے اور نشتر ہی کی برابر تکلیف دہ ہوتا ہے۔

وان سیاہی مردمک ہے اور یہان داغ شراب ۔ مہ حریف نازش ہم چشمی ساغر نہین

چاند کی سیاہی اس کی مردمک یعنی آنکھ کی پتلی ہے اور پیالہ کی آنکھ کی پتلی
اس کا داغ شراب ہے اس لئے چاند ساغر کی ہم چشمی کا دعوی نہین کر سکتا چشم ساغر
اس سے بہتر ہے بوجہ اس کے کہ اس کی پتلی داغ شراب سے بنی ہے۔ ساغر کو چاند سے
اور آنکھ سے تشبیہ دینا شعرا کے مسلمات شاعری مین سے ہے۔

ہے فلک بالانشین فیض خم گردیدنی ۔ عاجزی سے ظاہرا رتبہ کوئی برتر نہین

آسمان چونکہ جھکا ہوا ہے اسی واسطے فیض پا کر بالانشین ہوا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے
کہ عاجزی سے کوئی رتبہ بلند تر نہین ہے

دل کو اظہار سخن انداز فتح الباب ہے ۔ یان صریر خامہ غیر از اصطکاک در نہین

ہم جب اظہار سخن کرتے ہین یعنی جب شعر لکھتے ہین تو ہمارے دل کے لئے ایک
کشادگی پیدا ہوتی ہے گویا وہ آواز جو لکھتے وقت قلم سے نکلتی ہے وہ آواز ہے جو دروازہ
کھلتے وقت کواڑون سے یا دروازہ کھلنے سے پیدا ہوتی ہے پھر فتح الباب نہ ہونا
کیا معنی۔

کب تلک پھیرے اسد لبہائے تفتہ پر زبان ۔ طاقت لب تشنگی اے ساقی کوثر نہین

تشنہ لب اسد پیاس کی وجہ سے بار بار ہونٹون پر زبان پھیر رہا ہے آخر کب تک
وہ غریب اس حال مین رہے اے ساقی کوثر اب اس مین لب تشنگی کی طاقت نہین ہے
رحم کیجئے اور اس کو سیراب کرم فرمائیے۔

دیکھئے مت چشم کم سے سوئے ضبط افسردگان ۔ جون صدف پر در ہین دندان در جگر افشردگان

وہ لوگ جنکو ضبط نے افسردہ کر دیا ہے اُن کو نظر حقارت سے نہ دیکھو۔ انکی دندان
در جگر افشردگی (ضبط) کی مثال ایسی ہے جیسے کہ صدف کے اندر موتی بھرے ہوتے
ہین۔ دندان در جگر افشردن یعنی جو نشان دانتون کے یا خود دانت جگر پہ نقش
ہون ان کو موتی سے تشبیہ دی ہے۔ اور الفاظ سے فائدہ اٹھایا ہے۔

گرم تکلیف دل رنجیدہ ہے از بسکہ چرخ ۔ قرص کافوری ہے بہر جان سرما خوردگان

یہ چونکہ آسمان ہر وقت رنجیدہ دلون کے تکلیف دینے مین سرگرم رہتا ہے اس لئے
اُن لوگون کے لئے جنھین سرما نے تباہ و پریشان کر دیا ہے قرص کافوری دیتا ہے۔
قرص کافوری سے مراد آفتاب ہے اور یہ عادت ہے کہ غربا جن کو جاڑے مین کپڑا بھی
میسر نہین ہے دہوپ مین بیٹھتے ہین تو گویا یہ علاج اور بھی اُن کے آزار کا موجب
ہوتا ہے ایک تو سرما خوردہ اسپر قرص کافوری معاذ اللہ

رنجش دل یک جہان ویران کریگی اے فلک ۔ دشت سامان ہے غبار خاطر افسردگان

اے آسمان یہ سمجھ لینا کہ رنجیدہ دلون کے دل کی رنجش ایک جہان کو ویران
بنا کر چھوڑے گی کیونکہ افسردہ دلون کا غبار دل سامان دشت مہیا کئے ہوئے
بیٹھا ہے۔ گویا ؎

غالب ہمین نہ چھیڑ کہ پھر جوش اشک سے
بیٹھے ہین ہم تہیہ طوفان کئے ہوئے

ہاتھ پر ہو ہاتھ تو درس تاسف ہی سہی ۔ شوق مفت زندگی ہے آئینہ غفلت مردگان

اے وہ لوگو کہ بیکاری مین ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے ہو اس حالت سے فائدہ
اٹھاؤ اور اس دست بر دست سودن سے سبق تاسف حاصل کرو یعنی اس کو وہ ہاتھ
سمجھو کہ جو حالت افسوس مین ملتے ہین اے غفلت کے متوالو ہوش مین آؤ دیکھو شوق تحصیل
منفعت ملتا ہے یعنی دراصل تو تمھارے ہاتھ بیکاری سے اس صورت مین ہین مگر تم چاہو
تو اس صورت کو دست تاسف کی صورت سمجھ کر درس افسوس حاصل کر سکتے ہو۔

خارسے گل سینہ فگار جفا ہے اے اسد　　برگ ریزی ہے پرافشانی ناوک خوردگان

اے اسد گل نے کانٹے سے سینہ پر زخم کھائے ہین اور اس کی جفاؤن سے زخمی ہوا ہے گویا کہ تیر کھائے ہوے لوگون کی پرافشانی برگ ریزی یعنی خزان کی صورت ہے دریہ گویا گل ہین جو خار سے زخمی ہوئے ہین۔

خزینہ دار مسرت ہوئی ہوائے چمن　　بنائے خندہ عشرت ہے بر بنائے چمن

نسیم چمن خازن عیش و عشرت ہے اور گویا تمام خندہائے عشرت کی بنا بنائے چمن سے مستحکم اور مضبوط ہے اگر یہ نہ ہو تو خندۂ عشرت بھی نہ ہوا اور جب بنائے خندۂ عشرت مرہون بنائے چمن ہے تو لازم آیا کہ چمن خزینہ دار مسرت ہے۔ اس سے ایک صغری کبری کا سا نتیجہ نکلتا ہے۔

بہ ہرزہ سنجی گلچین نہ کھا فریب نظر　　ترے خیال کی وسعت مین ہے فضائے چمن

کیا گلچین کی بیہودہ گوئی سے فریب کھا رہا ہے اور کیون اپنی نظر کو فریب خوردہ بنا رہا ہے کیسا چمن اور کیسی فضائے چمن یہ سب فریب ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ تیرے خیال کی وسعت ہی فضائے چمن ہے باقی فضائے چمن کا کوئی وجود خارج مین نہین ہے ؎

دل اگر خوش ہے تو سب کچھ ہے نہین کچھ بھی نہین　　آسی
ہمنشین کیسی خزان کیسی بہار زندگی

یہ نغمہ سنجی بلبل متاع زحمت ہے　　کہ گوش گل کو نہ راس آئیگی صدائے چمن

بلبل کی نغمہ سنجی کچھ بھی نہین ایک سامان زحمت ہے کیونکہ گوش گل کو صدائے چمن راس نہین آسکتی۔

صدائے خندۂ گل تا قفس پہونچتی ہے　　نسیم صبح سے سنتا ہون ماجرائے چمن

مجھ دور افتادۂ چمن کو چمن کی کیفیت کیا معلوم ہے کہ کیا کیا ہوتا ہے بس اتنا ہے کہ صبح کو جب خندۂ گل کی آواز نسیم کے دوش پر سوار ہو کر آتی ہے تو مین بھی سن لیتا ہون اور میرے قفس تک بھی وہ آتی ہے تو اسی سے چمن کا ماجرا معلوم ہوتا ہے۔

گل ایک کاسۂ دریوزۂ مسرت ہے　　کہ عندلیب نوا سنج ہے گدائے چمن

بلبل باغ کی ایک کاسہ بدست فقیر ہے جو مسرت اور خوشی کی دریوزہ گری کر رہی ہے اور پھول اس کا کاسہ گدائی ہے۔

بہار راہرو جادۂ فنا ہے اسد　　گل شگفتہ ہین گویا کہ نقش پائے چمن

بہار جادہ فنا کی مسافر ہے اور کھلے ہوے پھول اس کے نقش پا ہین گویا کہ بہار چلتی جا رہی ہے اور یہ پھول اس کے نقش پا ہین جو چلنے مین زمین چمن پر پڑتے جاتے ہین۔

حریف نالۂ پُردرد ہے تو ہو پھر بھی　　ہے اک تبسم پنہان ترا بہائے چمن

یہ مجھے معلوم ہے کہ میرے نالۂ پُردرد کا وہ دشمن اور حریف ہے مگر پھر بھی مین جانتا ہون کہ تیرا تبسم پنہان چمن کی قیمت ہے اور اس پر سے چمن کا چمن قربان ہے۔

کرم ہی کچھ سبب لطف و التفات نہین　　انھین ہنسا کے رُلانا بھی کوئی بات نہین

یہ نہ سمجھنا کہ کرم ہی لطف اور التفات کا باعث ہے۔ حاشا یہ نہین ہے وہان تو رنگ ہی یہ ہے کہ کرم کرتے ہین اور کرم کے بعد فوراً ستم ڈھاتے ہین گویا ہنسانا اور ہنسا کر رُلا دینا کوئی بات نہین ہے۔

.... یترے آفرینش غم

غرضکہ دل کی کسی شے کو بھی ثبات نہین

کہان سے لاکے دکھائیگی عمر کم مایہ   یہ نصیب کو وہ دن کہ جسمین رات نہین

عمر کم مایہ کی مجال نہین ہے کہ وہ کسی بدنصیب کو ایسا دن دکھا سکے کہ جس مین دن کے ساتھ رات نہو یعنی یہ ممکن نہین ہے کہ کسی بدنصیب کو ایسی خوشی نصیب ہو جسکے ساتھ کوئی رنج نہو

زبان حمد کی خوگر ہوئی تو کیا حاصل   کہ تیری ذات مین شامل تری صفات نہین

یہ شعر توحید و تحمید مین کہا گیا ہے فرماتے ہین کہ اچھا یہ بھی مان لیا کہ ہماری زبان حمد کی خوگر ہو جائے مگر اس خوگر حمد ہونے سے فائدہ کیا ہے اس لئے کہ تیری ذات مین تیری صفات شامل نہین ہین تو پوری تعریف ہونا محال ہے جب تعریف ہوگی تیری ذات ہی کی ہوگی صفات باقی رہ جائینگی۔

خوشی خوشی کو نہ کہہ غم کو غم نہ جان اسد   قرار داخل اجزاے کائنات نہین

اے اسد دنیا کے رنج و غم خوشی و مسرت دونون کا اعتبار نہین ہے لہذا نہ خوشی کو خوشی سمجھ اور نہ غم کو غم سمجھ اس واسطے کہ آفرینش کے اجزا مین قرار و ثبات داخل ہی نہین ہے پھر خوشی اور غم کو کیونکر قرار و ثبات ہو سکتا ہے۔

جون شمع ہم اک سوختہ سامان وفا ہین   اور اسکے سوا کچھ نہین معلوم کہ کیا ہین

ہم وہ ہین کہ وفا نے ہمارا سامان ہستی جلا دیا ہے اور ہم شمع کی طرح سوختہ سامان ہو کر رہ گئے ہین بس اتنا ہی ہم کو معلوم ہے اس کے سوا اور کچھ ہم نہین جانتے کہ ہم کیا ہین کہان کا ارادہ رکھتے ہین کہان سے آئے ہین۔

اک سرحد معدوم مین ہستی ہے ہماری   ساز دل شکستہ کی بیکار صدا ہین

ہماری ہستی ایک سرحد معدوم مین ہے یعنی اس سرحد مین ہے جہان کہ عدم ہی عدم ہے گویا کہ ہم آواز ہین ساز دل کی اور ساز دل ٹوٹ چکا ہے اس سے معلوم ہوا

کہ ہماری ہستی ایک سرحد معدوم مین ہے یعنی در اصل جب ہم صداے دل شکستہ ہین تو ہمارا عدم و وجود برابر ہے۔

جس رخ پہ ہون ہم سجدہ اسی رخ پہ ہے واجب   گو قبلہ نہین ہین مگر اک قبلہ نما ہین

کہتے ہین کہ ہم جس طرف ہون سجدہ ادہر ہی کرنا چاہئے اس کے یہ معنی نہین ہین کہ ہم کوئی قبلہ ہین نہین بلکہ قبلہ نما ہین پس جدہر ہمارا رخ پھر جائے سجدہ ادہر فرض ہے۔

مت ہو جیو اے سیل فنا ان سے مقابل   جانباز الم نقش بہ دامان بقا ہین

دیکھ خبردار اے سیل فنا اُن لوگون سے نہ بولنا اور ان لوگون کا مقابلہ نہ کرنا جو کہ غمون مین اپنی جان کو تباہ و برباد کر چکے ہین تو ان کا مقابلہ کر نہین سکتی ہے گو یہ ظاہر مین فنا ہو چکے ہین مگر در اصل یہ بقاے جاوید کے دامن کے نقش و نگار ہین اب زمانہ نہ کبھی ان کو مٹا سکتا ہے اور نہ کبھی یہ مٹ سکتے ہین۔

پائی ہے جگہ ناصیۂ باد صبا پر   خاکستر پروانہ جانباز وفا ہین

باد صبا کی پیشانی پر ان لوگون کی جگہ ہے کیونکہ یہ اُس پروانہ کی خاک سے مشابہ ہین جس نے وفا مین اپنی جان دیدی ہو یعنی یہ بھی سوز وفا سے جل جل کر خاک برباد ہو چکے ہین اور ہوا ان کو اڑاے اڑاے پھرتی ہے۔

ہر حال مین ہین مرضی صیاد کے تابع   ہم طائر پر سوختہ رشتہ بپا ہین

صیاد ہم کو کسی حال مین بھی رکھے اُسی کی مرضی کے تابع ہین کچھ نہین کر سکتے کیونکہ ہم ایسے طائر ہین جن کے پر جلا دیے ہون اور پاؤن مین تاگا باندھ دیا ہو پھر بھلا وہ غریب سواے اس کے کہ صیاد کی مرضی کے پابند رہین اور کچھ کر ہی کیا سکتے ہین۔

اے وہم طرازان مجازی و حقیقی　　　عشاق فریب حق و باطل سے جدا ہین

اُن لوگون کو مخاطب کرکے کہتے ہین جو بیٹھے ہوے یہ وہم کررہے ہین کہ یہ حقیقت ہے اور یہ مجاز ہو کہ اے وہم طرازان حقیقت و مجاز کس پھیر مین پڑے ہو اور کس غم مین مبتلا ہو۔ عاشق اس فریب مین نہین آتے اُن کے یہان حقیقت اور مجاز کی کوئی قید نہین۔ وہ فریب حق و باطل سے الگ رہتے ہین۔ تم لوگ جو یہ وہم کررہی ہو اصل مین وہمی ہو عاشق نہین ہو۔

ہم بیخودی و شوق مین کرلیتے ہین سجدے　　　یہ ہم سے نہ پوچھو کہ کہان ناصیہ سا ہین

تم لوگ اس غم مین مبتلا ہو کہ ہمارے سجدے کی حقیقت کو سمجھو اور معلوم کرو سو یہ بیخبر یہ کچھ بھی نہین ہی۔ ہمارا نہ کوئی مطمح نظر ہے اور نہ کوئی ہمارا منظر ہے۔ بیخودی شوق جس جگہ ہمارا سر جھکا دیتی ہے ہم سجدہ کرلیتے ہین۔ یہ ہم سے ہرگز نہ پوچھو کہ تم نے سجدہ کہان کیا۔ اور کس کے در پر ناصیہ فرسائی کی۔ یہ سب فضول ہی۔

اب منتظر شوق قیامت نہین غالب

دنیا کے ہر اک ذرہ مین سو حشر بپا ہین

غالب کو اب تک انتظار قیامت تھا مگر اب انتظار نہین رہا اس لئے کہ بچشم غور دیکھنے سے یہ معلوم ہوا ہی کہ دنیا کے ذرہ ذرہ مین قیامت چھپی ہوئی ہے اور کوئی خاص ضرورت قیامت کے انتظار کی نہین ہی۔

ردیف واؤ

بہم بالیدن سنگ و گل صحرا یہ چاہے ہے　　　کہ تار جادہ بھی کہسار کو زنار مینا ہو

بہار کی نشو و نما صحرا مین پتھر اور گل دونون کو بڑھاتی ہی جتنا کہ سنگ کوہ مین نشو و نما ہوا اسیقدر پھولون مین بالیدگی ہے اور اس بالیدگی کا یہ عالم ہے کہ تار جادہ کہسار اس خط کی طرح بنتا جارہا ہی جو شیشہ شراب کے آدھے بھر جانے پر معلوم ہوتا ہے یعنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنگل ایک شیشہ سبز شراب ہے اور جادہ ایک خط مینا ہی جو شیشہ مین پڑا ہوا ہی۔

حریف وحشت ناز نسیم عشق جب آؤن　　　کہ مثل غنچہ ساز یک گلستان دل مہیا ہو

مین نسیم عشق کی وحشت نازکا اس وقت حریف ہوسکتا ہون اور اس وقت اسکا مقابلہ کرسکتا ہون جب میرے پاس بھی ایک دل ایسا موجود ہو جو مثل غنچہ کے سامان چمن مرتب اور مہیا رکھتا ہو غنچہ اگر نسیم چمن کا مقابلہ کرتا ہی تو اسی صورت اور اسی حالت مین کہ اس کے پاس ایسا دل ہی جو ساز یک گلستان دل رکھتا ہے۔

بجاے دانہ خرمن یک بیابان بیضہ قمری　　　مرا حاصل وہ نسخہ ہی کہ جس سے خاک پیدا ہو

بجاے اس کے کہ دانہ پیدا ہو میرے یہان بیضہ قمری ملتے ہین اور یہی خرمن شمار ہوتا ہی گویا کہ میری کوششون کا حاصل وہ نسخہ ہی جس سے خاک پیدا ہوا کرتی ہی یعنی میری کوشش کے خرمن کو ہمیشہ برق ناکامی جلا دیا کرتی ہی اور خاک ہی خاک میرے خرمن مین نظر آتی ہے بیضہ قمری بھی خاکستری اور جگہ بھی مرزا نے کہا ہے ؎

قمری کف خاکستر و بلبل قفس رنگ　　　اے نالہ نشان جگر سوختہ کیا ہے

کہے کیا ناز بینش وہ شہید درد آگاہی　　　جسے موے دماغ بیخودی خواب زلیخا ہو

وہ شخص جسے آگاہی کے درد نے شہید کر دیا ہو یعنی جس کو اُس کی آگہی نے تباہ و برباد کیا ہو۔ وہ کیا سامان بینش پیدا کر سکتا ہو اور بینش سے اس کو کیا حاصل ہو جس کو اگر خواب زلیخا بھی نظر آتا ہو تو اُس کے دماغ کے لئے باعث زحمت اور پریشانی ہوتا ہو اور وہ اس کو بھی ایک امر ناپائدار اور فضول سمجھتا ہو۔

دل جون شمع بہر دعوت نظارہ لا یعنی — نگہ لبریز اشک و سینہ معمور تمنا ہو

اگر دعوت نظارہ کا مستدعی ہو تو شمع کا سا دل پیدا کر اور یہ حالت رکھ کہ آنکھ اشکون سے لبریز ہو۔ اور سینہ تمنا سے معمور ہو۔ چونکہ شمع مین یہ دونون چیزین موجود ہین اس لئے دل جون شمع کے لانے کی فرمایش کی گر نگاہ کا لبریز اشک ہونا خلاف معمول ہو بلکہ صحیح دیدہ لبریز ہونا ہے۔

نہ دیکھین روے یکدل سرد غیر از شمع کافوری — خدایا اسقدر بزم اسد گرم تماشا ہو

اے خدا بزم اسد مین گرمی تماشا یہان تک ہو کہ ایک دل کو بھی سرد نہ پائین اگر سرد ہو تو بس شمع کافوری ہی ہو۔

اگر وہ آفت نظارہ جلوہ گستر ہو — ہلال ناخنک دیدہ ہاے اختر ہو

اگر وہ آفت نظارہ اپنا جلوہ دکھائے تو ہلال تارون کی آنکھون مین ناخنہ کی صورت بن جائے یعنی ہلال سب کو برا معلوم ہونے لگے۔ ناخنہ ایک مرض ہو جو آنکھ مین پیدا ہوتا ہو۔ اور تمام آنکھ پر محیط ہو کر آنکھ کو بے نور کر دیتا ہے۔

بہ یاد قامت اگر ہو بلند آتش غم — ہر ایک داغ جگر آفتاب محشر ہو

اگر میرے غم کی آگ اس کے قامت کے غم مین بلند ہو تو میرا ہر داغ جگر آفتاب محشر کی صورت ہو جائے کیونکہ اس کے قامت کو بھی قیامت جانتے ہین اور یہ سب اُسی کا اثر ہوگا۔

ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا — اب اس سے ربط کرون جو بہت ستمگر ہو

میرے دل نے حوصلہ پیدا کر لیا ہو اور وہ اچھی طرح ستم کش ہو گیا ہو اب اس کو ظلم و ستم سے کوئی تکلیف پیدا نہین ہوتی۔ لہذا میرا ارادہ ہو کہ ایسے ظالم سے دوستی پیدا کرون جو انتہائی ستم گر ہو تا کہ جفا کی لذت پا سکون اور ظلم کا لطف اٹھا سکون یا محبوب کو میرے ستانے مین لطف آئے۔

عجب نہین پے تحریر حال گریہ چشم — کہ روے آب جوہر موج نقش مسطر ہو

کوئی تعجب کی بات نہین ہو کہ اگر گریہ چشم کے حال کے تحریر کرنے کے واسطے مین بیٹھون تو اسکے اثر سے ہر سطر مسطر کی ایک موج روئے آب بن جائے۔

امیدوار ہون تاثیر تلخ کامی سے — کہ قند بوسہ شیرین لبان مکرر ہو

مین اپنی تلخ کامی کی تاثیر سے امید رکھتا ہون کہ شیرین لبون کے بوسہ کی قند مکرر میسر ہو جائے یعنی تاثیر تلخ کامی ان کو مکرر میرا نام لیکر برا کہنے پر آمادہ کرے اور مجھے بوسہ کے مکرر لینے کا لطف آئے یا یہ کہ مین تلخ کام ہون لہذا مجھے یہ قند مکرر دیجائے۔

صدف کی ہی ترے نقش قدم مین کیفیت — سرشک چشم اسد کیون نہ اسمین گوہر ہو

تیرا ہر نقش قدم صدف کی خاصیت رکھتا ہو اسد جو اُس پر آنکھین مل مل کر روتا ہے تو کیا باعث ہو کہ اس کے اشک اس صدف مین گوہر نہ بن جائین۔ اشک کی تشبیہ گوہر سے مسلمات شعرائے ماضی و حال سے ہے۔

بے درد سر بہ سجدۂ الفت فرو نہو — جون شمع غوطہ داغ مین کھا گر جنون نہو

بغیر درد کے سجدۂ الفت مین سر نہ جھکا۔ شمع کی مانند داغ مین غوطہ لگا لے اگر جنون نہ ہو شمع کا داغ مین غوطہ لگانا نہایت ہی عمدہ مضمون ہو اور غالبًا نیا ہو۔

دل دے کف تغافل ابروئے یار مین — آئینہ ایسے طاق پہ گم کر کہ تو نہ ہو

اپنا دل ابروے یار کے دست تغافل کو دیدے دل ایک آئینہ ہو اس کو ایسے طاق پر رکھ کر گم کر کہ تیرا وہان گزر نہو۔ وہ طاق تغافل ابروے یار کا ہو۔

زلفِ خیال نازک و اظہار بیقرار یارب بیان شانہ کشِ گفتگو نہو

زلف خیال نہایت نازک ہے۔ اور قوت اظہار بیقرار ہے الٰہی بیان اس زلف مین گفتگو سے شانہ کشی نہ کرے یعنی میرے خیال نہایت نازک ہین وہ متحمل بیان نہین ہو سکتے اگرچہ ضرورت اظہار بیقرار ہے۔

تمثال ناز جلوۂ نیرنگ اعتبار ہستی عدم ہے آئینہ گر روبرو نہو

تصویر ناز نیرنگ اعتبار کا ایک جلوہ ہے۔ عالم اعتبار جو ایک نیرنگی ہے اس کا اظہار تمثال ناز سے ہوتا ہے ہم ہستی کو ہستی صرف اسلیے کہتے ہین کہ آئینہ سامنے ہے ورنہ حقیقتًا ہستی ایک عدم ہے۔ جو نیرنگ اعتبار سے زیادہ وقیع نہین ہے۔ اور بالکل ایک اعتباری اور فرضی شے ہے۔

مژگان خلیدۂ رگ ابر بہار ہے نشتر بہ مغز پنبۂ مینا فرو نہو

پنبۂ مینا کے مغز مین نشتر چبھونے اور فصد کرنے کی کوئی ضرورت اب باقی نہین ہے اس واسطے کہ اس کی رگ مین رگ ابر بہار کی پلکین چبھ چکی ہین اور وہی اس کی فصد ہے مطلب یہ ہے کہ بہار خود شیشہ و مینا سے بادۂ سرخ روان کردینے والی ہے کوئی کھولے یا نہ کھولے شراب اس سے خود اُبلیگی۔

عرض نشاط دید ہی مژگان انتظار یارب کہ خار پیرہن آرزو نہو

مژگان انتظار خود ہی نشاط دید کا پیش کرنا ہے یعنی اسے مژگان انتظار نہ سمجھو بلکہ یہ پیش کشی نشاط دید ہے۔ اے خدا اب اتنی تمنا ہے کہ کوئی خار پیرہن آرزو مین نہ چبھ جائے۔

مین مژگان انتظار سے دیدار کی خوشی سمجھا ہون اے میرے خدا کہین ایسا نہو کہ یہ خار پیراہن آرزو ثابت ہون۔ یا یہ کہ اگر عرض نشاط دید مژگان انتظار بنے تو بنے مگر اے میرے خدا یہ خلش پیراہن آرزو نہ بنے۔ یہ کچھ اس قدر الجھا ہوا شعر ہے کہ صحیح معنی ذہن نشین

نہین ہوتے۔

وان پرفشان دام نظر ہون جہان اسدؔ صبح بہار بھی قفس رنگ و بو نہو

اے اسد میرا دام نظر وہان پرفشان ہے یعنی مین نے اس جگہ اپنی نظرون کا جال بچھایا ہے جہان صبح بہار بھی رنگ و بو کو نہین روک سکتی یا جہان کہ صبح بہار مین بھی رنگ و بو کی گنجایش نہین ہے۔

مبادا بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو مگر طوفان مے مین پیچش موج صبا گم ہو

کہین ایسا نہو کہ فصل بہار کا ساز و سامان بغیر کسی تکلف کے ضائع اور برباد ہوجائے ہونا یہ چاہئے کہ طوفان شراب مین موج نسیم گم ہو کر رہ جائے کہ اس طرح گم ہونا باعث عشرت ہے یعنی لطف جب ہے کہ موج ہوا موج شراب بن کر رہ جائے۔

سبب وارستگان کو ننگ ہمت ہے خداوندا اثر سرمے سے اور لبہاے عاشق سے صدا گم ہو

اے میرے خدا آزاد لوگون کی ہمت کے لئے کسی سبب کا پیدا ہونا باعث ننگ ہے عاشق کے لبون سے صدا ناپید ہو جائے مگر اس طرح نہین کہ سرمہ اُن کی صدا کو ناپید کر دے بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ پہلے سرمے سے آواز کے گم کردینے کا اثر جاتا رہے اور پھر ان کے لبون سے صدا گم ہو جائے تاکہ کسی سبب سے ان کی خاموشی کا تعلق نہ ہے ورنہ ان کی ہمت کے یہ منافی ہے۔

نہین جز دردِ تسکین نکو ہشہا بیدردان کہ موج گریہ مین صد خندۂ دندان نما گم ہو

بے درد لوگ جو درد مندون کو ملامتین کرکے تسکین دیتے ہین اس کا سوائے درد کے اور کوئی حاصل نہین ہے۔ ہم بھی مانتے ہین کہ وہ یعنی بیدرد درد مندون کے واسطے روتے ہین مگر یہ رونا ایسا ہے کہ اس مین سیکڑون خندۂ دندان نما گم ہو سکتے ہین اور چھپ سکتے ہین۔

ہوئی ہے ناتوانی بیدمانع شوخی مطلب جبین مین درلباس سجدہ ایدست دعا گم ہو

ہماری ناتوانی کا دماغ کسی شوخی مطلب کے اظہار کی تاب نہین لاسکتا اے دست دعا ہاتھ اٹھانے کی ہم مین تاب طاقت نہین ہی بہتر یہ ہی کہ تو سجدہ کا لباس پہن کر جبین عجز مین چھپ جا۔ کیونکہ ہماری ناتوانی کو یہ شوخی اور دست درازی کا مطلب پسند نہین ہی۔ مطلب یہ ہی کہ اظہار مدعا کی شوخی کو چھوڑ۔ اور صرف عجز و نیاز ہی سے کام رکھ۔

تجھے ہم مفت دیوین یک جہان چین جبین لیکن　　مبادا اے پیچ و تاب طبع نقش مدعا گم ہو

اے پیچ و تاب طبع ناساز ہم چین جبین کا ایک جہان مفت تیری نذر کرتے ہین۔ لیکن ذرا سمجھ لے اور سوچ لے کہین ایسا نہو کہ اس ہجوم کشاکش اور پیچ و تاب مین تو نقش مدعا کو گم کر بیٹھے یعنی ایذا و غم کے ہزارون سامان ہمارے پاس موجود ہین مگر ایسا نہو کہ مقصد اصلی سے دور ہو جاے اور کثرت مشکل آسانی مشکل کا سبب ہو جائے

بلا گردان تمکین بتان صد موجۂ گوہر　　عرق بھی جنکے عارض پر بہ تکلیف حیا گم ہو

موتیون کی سو موجین تمکین و ناز بتان پر قربان ہین حالت یہ ہی کہ اُن کے ماتھے پر عرق بھی حیا کی وجہ سے نہین آسکتا اور وہی آنے والے قطرہ ہاے عرق حیا موج گوہر ہین۔ اس طرح گویا گوہر ان کی تمکنت پر قربان ہو رہے ہین۔

اٹھاوے کب وہ جان شرم تہمت قتل عاشق کی　　کہ جسکے ہاتھ مین مانند خون رنگ حنا گم ہو

وہ جان حیا قتل عاشق کی تہمت کا کب متحمل ہو سکتا ہے جس کے دست نازنین مین حنا کا رنگ بھی خون عاشق کی طرح گم ہو جاتا اور چھپ جاتا ہی۔

کرین خوبان جو سیر حسن اسد یک پردۂ نازک تر　　دم صبح قیامت در گریبان قبا گم ہو

اے اسد اگر حسینان جہان اور ایک ہلکا سا پردہ ڈال کر اپنے حسن کی سیر کرین تو ہم یقین کرتے ہین کہ دم صبح قیامت گریبان قبا مین گم ہو کر رہ جاے یعنی وہ قیامت جو ان کے حسن کی اس تھوڑی سی عریانی سے ظاہر ہے وہ گریبان قبا مین چھپ جائے

اور وہ سراپا قیامت ہو کر رہ جائین۔

خشکی مے نے تلف کی میکدے کی آبرو　　کاسۂ دریوزہ ہی پیمانۂ دست سبو

مے کی خشکی اور مے کے نہونے نے میخانے کی آبرو تلف کر دی آج وہ پیمانہ جو سبو پر رکھا ہی بھیک کا پیالہ معلوم ہوتا ہی۔

بہر جان پروردن یعقوب بال خاک سے　　وام لیتی ہی پر پرواز پیراہن کی بو

بوے پیراہن یعقوب کی بالیدگی روح کے لئے بازوے خاک سے پر پرواز قرض لیکر مصر سے کنعان تک آرہی ہی۔

گرد ساحل ہی بہ زخم شرم جبین آشنا　　گر نہ باندھے قلزم الفت مین سر جا کے وہ

وہ لوگ جو دریاے محبت کے شناور ہین اگر بجاے کدو کے جسپر پیراک پیرتے ہین اپنے سر سے کام نہ لین تو گرد ساحل ان کی پیشانی کے واسطے عرق شرم بن جاے۔

گرمی شوق طلب ہے عین تا پاک وصال　　غافلان آئینہ دان ہی نقش پاے جستجو

شوق طلب کی گرمی وصل کا عین تپاک ہی اے غافلو وہ نقش جو پاے جستجو سے اٹھ آئین وہ آئینہ دان ہین یعنی اُن مین آئینے تھے جن مین منزل مقصود کا پتہ ملتا ہی۔

خوے شرم سرد بازاری ہی سیل خانمان　　ہی اسد نقصان مین مفت اور صاحب سرمایہ تو

وہ پسینہ جو شرم سرد بازاری اور ناقدری کی وجہ سے اسد کی پیشانی پر بہتا ہی وہ اس غریب کے واسطے سیل خانمان ہی یعنی اس کو تباہ و برباد کرنے والا ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ تیرے صاحب سرمایہ ہوتے ہوے وہ بیچارہ مفت نقصان اٹھا رہا ہی۔

رنگ طرب ہے صورت عہد وفا گرو　　تھا کسقدر شکستہ کہ ہے جا بجا گرو

رنگ طرب عہد وفا کی طرح گرو اور رہن ہے خدا معلوم یہ کس قدر شکستہ تھا کہ جا بجا

گرد ہی یعنی اگر ٹوٹا ہوا نہ ہوتا تو جا بجا گرد نہ ہوتا۔

ہر ذرہ خاک عرض تمناے رفتگان — آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو

خاک کا ہر ذرہ گویا مرنے والوں کی تناؤن کا اظہار کر رہا ہی اسکی ایسی مثال ہے جیسے کہ آئینہ ٹوٹ گئے ہین اور تصویرین گرو ہین۔ آئینہ کو دل سے استعارہ کیا ہی اور تمثال آئینہ عالم ارواح سے مراد ہے یعنی جو ذرہ ہاے خاک عرض حال کر رہے ہین وہ ٹوٹے ہوے دل ہین۔

طاقت بساط دستگہ یکقدم نہین — جون اشک جبتلک نہ کھون دست و پا گرو

آنسو جب روان ہوتا ہی یا جب چلتا ہی تو اپنے دست و پا گرو رکھ دیتا ہی ورنہ چل نہین سکتا۔ دست و پا گرو رکھنا یہی ہی کہ وہ پھیل کر چلتا ہی بالکل ایسی ہی میری مثال ہی کہ مجھ مین ایک قدم اٹھانے کی بھی طاقت نہین ہی جب تک کہ ہاتھ پاؤن گرو نہ کر دون۔

ہی وحشت جنون بہار اسقدر کہ ہے — بال پری بہ شوخی موج صبا گرو

جنون بہار مین اس قدر وحشت بھری ہوئی ہی کہ ہر موج باد صبا کی شوخی مین کسی پری کی شوخی پرواز گرو معلوم ہوتی ہی یعنی جس طرح کہ پری کا سایہ پڑتے ہی آدمی دیوانہ ہو جاتا ہی اسی طرح عالم بہار کی موج صبا کا عالم ہی کہ چلتے ہی وہ جسم سے مس کرتی ہی آدمی مجنون ہو جاتا ہی اسی سے پتہ چلتا ہی کہ موج صبا مین شوخی بال پری گرو ہے۔

ہون سخت جان کاوش فکر سخن اسد — تیشہ کے کوہسار مین ہی یک صدا گرو

اے اسد مین کاوش فکر سخن مین بڑا سخت جان واقع ہوا ہون۔ گویا کہ تیشے کے پہاڑ مین میری ایک آواز گرو ہو رہی ہی۔ آواز گرو ہونے سے مراد وہی سخن ہے جو کاوش اور فکر کے بعد پیدا ہوتی ہی۔

وضع نیرنگی آفاق نے مارا ہم کو — ہو گئے سب ستم و جور گوارا ہم کو

ایک زمانہ تہا کہ ظلم و ستم سے ہم گھبرا جاتے تھے اور تمام سنکر پریشان ہو جاتے تھے مگر قربان جائیے اس گردش روزگار کے اور نثار ہو جئے اس انقلاب زمانہ کے جس نے ہم کو مار ڈالا آج وہی ظلم و ستم سب ہم کو گوارا ہو گئے۔ اور انھین تمام ظلمون کے خوگر ہو گئے۔ مولانا حالی کا بالکل ایک ایسا ہی شعر ہی۔ فرماتے ہین ؎

دنیا کے خرخشون سے چیخ اٹھے تھے ہم اول
آخر کو رفتہ رفتہ سب ہو گئے گوارا

دشت وحشت مین نہ پایا کسی صورت سے سراغ — گرد جولان جنون تک نے پکارا ہم کو

مجھے از خود رفتگی نے وحشت کے دشت ناپیدا کنار مین ایسا گم کر دیا کہ اگرچہ گرد جولان جنون نے بھی مجھے سیکڑون آوازین دین مگر پھر بھی میرا کہین پتہ نہ لگا۔ گرد جولان جنون وہ گرد جو حالت جنون کی دوا دوش مین اڑتی ہو۔

عجز ہی اصل مین تھا حامل صد رنگ عروج — ذوق پستی مصیبت نے ابھارا ہم کو

ہمارا عجز و نیاز ہی در اصل تمام عروج کا حامل اور ذمہ دار تہا پستی مصیبت کا جو ہم کو ذوق رہا در اصل اس نے ہم کو ابھار دیا اور کہین سے کہین پہونچا دیا۔

ضعف مشغول ہے بیکار بہ سعی بیجا — کر چکا جوش جنون اب تو اشارا ہم کو

ضعف بیکار اتنی کوشش کر رہا ہی اور بیکار ہم کو روکے ہوے ہے ہم اب اسکے روکے رکنے والے نہین ہین۔ اب ہمارا جوش جنون ہم کو اشارہ کر چکا۔ اب ہم بغیر رہنوردی اور دشت گردی کے رہ نہین سکتے ہین لہذا ضعف کی یہ تمام کوشش بیکار ہی۔

صور محشر کی صدا مین ہی فسون امید — خواہش زیست ہوئی آج دوبارا ہم کو

صور محشر کی آواز مین ضرور کوئی نہ کوئی امید کا جادو ہی جسنے ہماری امید مین جان

ڈال دی ہو ورنہ کیفیت یہ تھی کہ ہم جب سے کہ مرے تھے گوشہ قبر مین مایوس پڑے تھے اور کوئی امید دیدیار باقی نہین رہی تھی مگر جیسے ہی صور پھنکا فوراً ہی امیدین از سر نو پیدا ہوگئین اور ہم کو پھر امید دید بندھ گئی۔ یہ مسلہ مسلہ ہو کہ قیامت مین دیدار ہوگا۔

تختۂ گور سفینے کے مماثل ہین اسد　　بحرِ غم کا نظر آتا ہے کنارا ہم کو

یہ معلوم ہوتا ہے کہ گور کے تختے کشتی ہین جو ہم کو غم و رنج کے دریاے ذخار سے پار لگا رہی ہین اور آج مدتون کے بعد ہم کو اس دریا کا کنارا نظر آیا ہو۔ ورنہ ہم تو یہ سمجھے تھے کہ کہین اس دریا کا کنارا ہی نہین ہو۔

حسن بے پروا گرفتار خود آرائی نہو　　گر کمینگاہ نظر مین دل تماشائی نہو

حسن باوجودیکہ بے پروا ہو مگر پھر بھی خود آرائی مین گرفتار رہتا ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ نظر کی گھات مین دل تماشائی ہے اور دیکھنے کی تاک مین لگا ہوا ہو اگر ول کمین گاہ مین نہ لگا رہو تو حسن کو خود آرائی کی احتیاج نہ رہی۔ مطلب ہو کہ حسن کا بناؤ سنگار تمام تر عشق کے واسطے ہے اور وہی اس ہنگامہ خیزی کا باعث اور موجب ہو۔

ہیچ ہے تاثیر عالمگیری ناز و ادا　　ذوق عاشق گر اسیر دام گیرائی نہو

ناز و ادا نے جو تمام عالم پر اپنا سکہ جما رکھا ہے اور عالمگیر بنہ ہی ہو یہ تمام تر بیکار اور ہیچ ثابت ہو بشرطیکہ عاشق کا ذوق دام گیرائی مین قید نہو یعنی اگر عاشق اس کو بطیب خاطر قبول نہ کرے تو عالمگیری ناز و ادا بیکار اور فضول ثابت ہو جائے۔

خود گداز شمع آغاز فروغ شمع ہے　　سوزش غم درپئے ذوق شکیبائی نہو

سوزش غم بیکار صبر و شکیب کی کوشش مین مصروف ہے اس کو معلوم نہین ہو کہ شمع کے گداز ہی سے دراصل شمع کا فروغ شروع ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ کچھ کھو کر ہی آدمی حاصل کرتا ہو۔

تار تار پیرہن ہو اک رگ جان جنون　　عقل غیرت پیشہ حیرت سے تماشائی نہو

پیرہن کا ایک ایک تار جنون کی ایک رگ جان ہو عقل غیرت پیشہ کو یہ چاہیے کہ حیرت سے وہ اسے نہ دیکھے اسیر حیرانی کی ضرورت نہین ہو۔

بزم کثرت عالم وحدت ہو بینا کیلئے　　بے نیاز عشق اسیر زور تنہائی نہو

بزم کثرت چشم حق بین کے لئے عالم وحدت ہے اس کو ہر ذرہ مین وہی عالم وحدت نظر آتا ہو یکجائی اور تنہائی کی ضرورت نہین ہو لہذا ہر وہ شخص جس کو عشق نے بے نیاز کر دیا ہو وہ زور تنہائی مین اسیر نہو۔ تنہائی کی چشم بینا کیواسطے احتیاج نہین ہو۔

ہو محبت رہزن ناموس انسان اے اسد　　قامت عاشق پہ کیون ملبوس رسوائی نہو

اے اسد جب محبت انسان کی ناموس کیلئے رہزن ثابت ہوئی ہو پھر اس حالت مین عاشق کے جسم پر کیون لباس رسوائی نہو کیونکہ عشق انسان کے واسطے رہزن شکن ناموس ہے۔ سعدی نے کہا ہو۔

ہر کجا سلطان عشق آمد نماند
قوت بازوے تقوی را محل

مطلب یہ ہو کہ محبت کرنا اور بدنام نہ ہونا بعید از قیاس ہے۔ محبت کے ساتھ بدنامی ضرور ہو۔

ردیف ہائے ہوز

حیرتِ ہجومِ لذتِ غلطانیِ تپش　　سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئینہ

ایک طرف تو حیرت ہو اور ایک طرف لذت ہجوم تپش ہو ہم مین یہ دونون چیزین ایک حالت مین موجود ہین دل کا تکیہ سیماب ہو اور جسکا آئینہ ہو - آئینہ استعارہ کیا ہو حیرت سے اور بالش سیماب بیقراری اور تپش سے مطلب یہ ہو کہ دو صورتین دل کے لئے معارض ہین حیرت اور بے قراری نہ یون چین ہو نہ یون آرام ہے -

ہم زانوے تامل و ہم جلوہ گاہ گل　　آئینہ بندِ خلوت و محفل ہے آئینہ

آئینہ ہی ہم زانوے تامل ہے اور آئینہ ہی جلوہ گاہ گل ہو گویا کہ خلوت و جلوت کی رونق آئینہ ہی کے دم سے وابستہ ہے اور جو کچھ ہے اسی کی بدولت ہو آئینہ ہم زانوے تامل اسی لئے ہے کہ آئینہ کو زانو پر رکھ کر دیکھتے ہین اور جلوہ گاہ گل اس لئے ہے کہ اس مین حسن کی تصویر نظر آتی ہے حقیقت یہ ہے کہ آئینہ کے جلوہ گاہ گل ہونے کا کوئی خاص ثبوت اس شعر مین نہین ملتا -

دل کارگاہِ فکر و اسد بے نوائے دل　　یان سنگِ آستانہ بیدل ہے آئینہ

اسد کے پاس دل نہین ہو حالانکہ دل ہی کارگاہ فکر ہوا کرتا ہو ہمارے واسطے آستانہ بیدل آئینہ بنا ہوا ہو اور وہی دل ہے وہی ہمارے مبداء فکر ہو صرف طرز بیدل ہی پر ہماری فکر سخن کا انحصار ہے اور اسی آستان کا پتھر اسد کا آئینہ ہے -

جز دل سراغِ درد بدل خفتگان نہ پوچھ　　آئینہ عرض کر خط و خال بیان نہ پوچھ

جن کے دل مین درد نے مقام اور قیام کیا ہے اُن کا حال اپنے دل سے پوچھ اُنکے خط و خال بیان سے کام نہ لے بلکہ اپنے آئینہ سے کام لے - آئینہ ہی یہ کام کرسکتا ہے -

آئینہ سے مراد وہی مخاطب کا دل ہو -

ہندوستان سایۂ گل پاے تخت تھا　　ساماں بادشاہیِ وصلِ بتاں نہ پوچھ

سایۂ گل گویا کہ ہندوستان تھا اور وہی ہندوستان ہمارا پاے تخت تھا ہائے کیا پوچھتا ہے اس زمانہ کی بادشاہی کا حال جبکہ ہم کو وصل بتان میسر تھا یعنی جب ہم کو وصل بتان میسر تھا تو گویا ہم بادشاہ تھے - اور سایہ گل و گلزار مین جو ہم بیٹھتے تھے وہ ہمارا پایہ تخت تھا - سایہ گل کو ہندوستان بوجہ تاریکی اور سیاہی کے کہا ہو -

تو مشقِ ناز کر دلِ پروانہ ہے بہار　　بیتابیِ تجلیِ آتش بجاں نہ پوچھ

تجھے اپنی مشق ناز سے غرض ہے تو اپنی مشق ناز کئے جا اگرچہ بہار پروانے کا دل بنی ہوئی ہو مگر اس سے تجھے کیا غرض کہ اس پروانہ آتش بجان کی تجلی مین کس قدر بیتابیان اور تجلیان بھری ہوئی ہین - تجھے اپنے کام سے کام ہے کسی کے دکھ درد سے کیا غرض - بہار کو پروانہ کا دل اس لحاظ سے کہا ہے کہ دل پروانہ بھی سوز اور آتش عشق سے بھرا ہوا ہوتا ہو اور گل بہاری بھی بلحاظ رنگ سرخ ہوتے ہین بے قراری پروانہ آتش بجان بہار کے پھولون کی وہ حرکت ہوسکتی ہے جو ہوا کی شوخی سے چمن مین پیدا ہوتی ہے -

غفلت متاعِ کفۂ میزانِ عدل ہوں　　یا رب حسابِ سختیِ خوابِ گراں نہ پوچھ

اے میرے خدا میرے خواب گران اور میری غفلت بے پایان کا حساب نہ کر کیونکہ میزان عدل کے پلے مین میری طرف سے نیکیون کے بجاے غفلت ہی غفلت ہے پھر حساب ہی کیا ہو یہان تو غفلت کے سوا اور کچھ موجود ہی نہین ہو -

ہر داغِ تازہ یک دلِ داغ انتظار ہے　　عرضِ فضاے سینۂ درد امتحاں نہ پوچھ

میرے دل کا ہر تازہ داغ گویا کہ ایک دل ہو جو داغ کا انتظار کر رہا ہو پھر ایسی حالت مین تو اس سینہ کی وسعت اور فضا کا کیا حال پوچھتا ہو جو درد کا امتحان کر رہا ہو

کوئی حدوحساب ہو تو بیان کیا جائے -

کہتا تھا کل وہ نامہ رسان سے بسوزِ دل
دردِ جدائی اسد اللہ خان نہ پوچھ

میرا محبوب کل قاصد سے نہایت درد کے ساتھ کہہ رہا تھا کہ اسد اللہ خان کی جدائی کا جس قدر مجکو افسوس اور قلق ہی اس کو کچھ نہ پوچھ -

رفتار سے شیرازۂ اجزائے قدم باندھ
اے آبلہ محمل پے صحرائے عدم باندھ

اے آبلے تو صحرائے عدم کے لئے محمل باندھ لے اور چلنے کے واسطے تیار ہوجا اور اس رفتار سے اجزائے قدم کی شیرازہ بندی کرلے - یعنی اجزائے قدم کی شیرازہ بندی کرکے عدم تک پہونچ - آبلہ کو محمل کہنا نہایت لطیف ہی کیونکہ آبلہ صورتاً محمل سے مشابہ ہی -

بیکاری تسلیم بہر رنگ چمن ہے
گر خاک ہو گلدستۂ صد نقش قدم باندھ

بیکاری تسلیم ہر رنگ مین چمن ہی - اگر چمن کی خاک بھی ہو تو اسپر بھی گلدستۂ نقش قدم کا گمان کرنا چاہئے - کیونکہ خاک مین تسلیم کا رنگ نمودار ہی یعنی شیوہ تسلیم سیکڑون خوبیان اپنے دامن مین رکھتا ہی - اگرچہ وہ ظاہراً بیکار معلوم ہوتا ہے -

دیباچہ وحشت ہی اسد شکوہ خوبان
خون کر دل اندیشہ و مضمون ستم باندھ

اے اسد معشوقون کا شکوہ وحشت کا دیباچہ ہی تو اندیشہ کا دل خون کر اور ستم کا مضمون لکھ مطلب ہی کہ یہ شکوہ خون اندیشہ سے لکھا جا سکتا ہے اس کے سوا نہین -

خلق ہی صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ
ورنہ ہی چرخ و زمین یک ورق گردانده

کیا کیا جائے کہ مخلوق صفحۂ عبرت سے سبق نہین لیتی اور مآل ہستی پر نظر نہین رکھتی ورنہ حقیقت یہ ہی کہ ہستی کوئی چیز نہین ہی چرخ و زمین کا کوئی وجود نہین ہو بلکہ آسمان اور زمین دراصل ایک ورق ہین جسے پلٹ دیا گیا ہے - ادہر زمین ادہر آسمان یعنی عالم ہستی ایک گردش مین ہے اور کسی رنگ کو قرار و ثبات نہین ہے - آسمان و زمین کو ایک

الٹا ہوا ورق کہنا نئی بات ہے - ادہر کچھ اور اُدہر کچھ اور -

میکدے مین ز دل افسردگی بادہ کشان
موج مے مثل خط جام ہے ہر جا ماندہ

میکدے مین بادہ کشون کی دل افسردگی کی وجہ سے موج شراب خط پیالہ کی مانند منجمد اور بےحس ہوکر رہ گئی ہے اور اس مین ذرا بھی روانی نہین ہے یہ تمام میکشون کی افسردگی کا اثر ہے -

خواہش دل ہی زبان کو سبب گفت و بیان
ہی سخن گرد زدامان ضمیر افشاندہ

زبان کی گفتگو اور بیان دل کی خواہش کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی جب دل مین کوئی بات پیدا ہوتی ہی تو زبان اس کا اظہار کرتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ سخن یعنی کلام نظم ایک گرد ہی جو دامان دل سے جھاڑی جاتی ہو - یعنی شعر نام ہے محض اظہار جذبات دلی کا

کوئی آگاہ نہین باطن ہمدیگر سے
ہی ہر اک فرد جہان مین ورق ناخواندہ

کوئی ایک دوسرے کے دلی بھیدون سے آگاہ نہین ہی - گویا دنیا کا ہر ایک فرد ایک ایسا ورق ہی جو دوسرے کے مطالعہ مین نہین آیا اور جسے دوسرے نے پڑھا نہین ہے -

حیف بے حاصلی اہل ریا پر غالب
یعنی ہین ماندۂ آنسو و ازین سو رانده

اے غالب ریا کارون کی بے حاصلی پر بڑا افسوس ہے نہ بیچارون کو کچھ دنیا مین حاصل ہوتا ہے نہ دین مین - ازین سو رانده و ازان سو درمانده - گویا کہ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا - اس سے پہلا شعر بھی کچھ اسی قسم کا ہی جس سے شکایت مترشح ہوتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ غزل کچھ اثر لیکر کہی گئی ہے -

بسکہ مے پیتے ہین ارباب فنا دزدیدہ
خط پیمانۂ مے ہے نفس دزدیدہ

چونکہ ارباب فنا پوشیدہ طور پر مے پیتے رہتے ہین اس واسطے خط پیمانۂ مے ان کا

نفس دزدیدہ بن گیا ہے یعنی پیمانہ مے مین یہ خط نہین ہو بلکہ ان کا دہ دم ہو جو انہون نے چرالیا ہو یا یہ کہ ان کا نفس دزدیدہ بمنزلہ پیمانہ مے کے نشان کے ہے جو ان کے چھپ کر مے کشی کرنے کا نشان ہے۔

بہ غرور طرح قامت رعنائی سرو　　طوق ہو گردن قمری مین رگ بالیدہ

سرو کے قد کی دل کشی اور رعنائی کو دیکھ کر قمری کو غرور پیدا ہو گیا ہے اور اس کی گردن کا طوق رگ بالیدہ یعنی رگ گردن (غرور) ہو گیا ہو یہی طوق غرور کا نشان ہے مطلب یہ ہو کہ قمری اپنے محبوب کی رعنائی اور زیبائی سے مغرور ہو رہی ہے۔

کی ہو وا اہل جہان نے بہ گلستان جہان　　چشم غفلت نظر شبنم خور نا دیدہ

اہل زمانہ نے باغ زمانہ مین اس شبنم کی طرح چشم غفلت کھولی ہو جو ہنوز پرتو خورشید سے محروم ہے یعنی چشم غفلت کھولی تو ضرور مگر کوئی نتیجہ نہین ملا۔ یا یہ کہ جیسے شبنم خور نادیدہ باغ مین چشم غفلت کھولتی ہے مگر پرتو خورشید فوراً ہی اس کو فنا کر دیتا ہو اسی صورت سے اہل جہان نے بھی گلستان عالم مین آنکھین کھول رکھی ہین مگر ہنوز مآل ہی سے بے خبر ہین۔

یاس آئینہ پیدائی استغنا ہے　　نا امیدی ہو پرستار دل رنجیدہ

یاس آدمی کے سامنے ایک استغنا کا آئینہ لا کر رکھ دیتی ہے اور نا امیدی دل رنجور کی خدمت گزاری کرتی ہے یہ ایک مشہور مقولہ ہے کہ الیاس احدالراحتین۔ یعنی یاس سے بھی ایک قسم کا آرام ہوتا ہے۔ اسیطرح مرزا نے کہا ہے کہ یاس آدمی کو بے پروا بنا دیتی ہے اور نا امیدی دل کو مدد پہونچا دیتی ہے۔

واسطے فکر مضامین متین کے غالب　　چاہیئے خاطر جمع و دل آرامیدہ

مضامین متین کی فکر کے واسطے اے غالب آسودہ دل اور خاطر جمع چاہیئے پریشانی خیال اور تکدر حواس مین مضمون آفرینی کیونکر ہو سکتی ہو اور آدمی کیا کر سکتا ہے۔

جوش دل ہو نشہ ہائے فطرت بیدل نہ پوچھ　　قطرہ ہی میخانہ ہو دریائے بے ساحل نہ پوچھ

اس حالت مین کہ دل کا جوش ہو اسی کو دیکھو اور اسی کی واردات مین بیدل کی فطرت کے نشے کو کیا پوچھتا ہو اس کا تو بہت بڑا درجہ اور مرتبہ ہو۔ جب قطرہ ہی ایک میخانہ ہے تو اس دریا کی واردات کیا سننا چاہتا ہے جس کا کہین کنارا ہی نہین ہو۔ بقول شخصے قیاس کن ز گلستان من بہار مرا والا مضمون ہو۔

آبلہ پیمانۂ اندازۂ تشویش تھا　　اے دماغ نارسا خمخانۂ منزل نہ پوچھ

پاؤن کا آبلہ آبلہ نہ تھا بلکہ اندازہ پریشانی رہنوردی کا ایک پیمانہ تھا جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ منزل کے پہونچنے تک ایسی ایسی لاکھون صعوبتون اور دشواریون کا سامنا ہوگا۔ پس اس صورت مین اے دماغ نارسا خمخانہ منزل کی دشواریون اور تکلیفون کا کیا اندازہ بتایا جائے نہ معلوم آبلے کی طرح کتنے پیمانے بھرین گے۔ مطلب یہ ہو کہ اے دماغ آبلہ پا ہی سے دشواریون کا اندازہ کر۔ منزل تک پہونچنے کی تکلیفون کا تخمینہ دریافت نکر وہ تو بہت دور ہے۔

ہین گشتن ہائے دل بزم نشاط گردباد　　لذت عرض کشاد عقدۂ مشکل نہ پوچھ

دل کی کشادگی اور فراخی بگولے کی طرح محفل طرب سے مشابہ ہو جیسے اس کی کشادگی مین پریشانی ہی پریشانی ہو ایسے ہی ہمارے عقدۂ مشکل کے حل ہونے کا رنگ ہو لہذا اس کے کھلنے کی لذت کچھ نہ پوچھیے۔ ایک جگہ فرمایا ہو

تنگی دل کا گلہ کیا یہ وہ کافر دل ہو
کہ اگر جمع نہ ہوتا تو پریشان ہوتا

نے صبا بال پری نے شعلہ سودائے جنون　　شمع سے جز عرض افسون گداز دل نہ پوچھ

نہ باد صبا کوئی سایہ پری کا کام کرتی ہو اور نہ شعلہ اس کے لئے سودائے جنون کا سامان ہو شمع سے یہ کچھ نہ پوچھنا چاہیئے کہ صبا اور شعلہ اس کے واسطے کیا کیا سامان

مہیا کرتے ہین اُس سے سوائے گداز دل کے فسون کے اور کچھ نہ پوچھ۔

یک مژہ برہم زدن حشر دو عالم فتنہ ہے — یان سراغ عافیت جز دیدۂ بسمل نہ پوچھ

ایک پلک مارنا دونون جہان کے فتنون کا حشر ہے۔ لہذا دنیا مین اگر تجھے عافیت اور آسودگی کا کھوج لگانا ہے تو صرف دیدہ بسمل سے اس کا پتہ لگا۔ اور دیکھ کہ ایک پلک جھپکانے مین کس قدر فتنے برپا ہوتے ہین اور کتنے فتنون کا حشر ہوتا ہے پلک کا جھپکانا ایک حشر سامانی کی کیفیت رکھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا وہ جگہ ہے جہان ہر چشم زدن مین سیکڑون فتنے مہیا ہوتے ہین اگر راحت کی تمنا ہے تو دیدہ بسمل سے اس کا پتہ لگا۔ کیونکہ یہان بس آنکھ بند کر لینا ہی باعث راحت ہے۔

تا تخلص جامۂ شنگرفی ارزانی اسد — شاعری جز ساز درویشی نہین حاصل نہ پوچھ

پہلے قاعدہ تھا کہ دیوان وغیرہ لکھتے تھے تو تخلص رنگین روشنائی سے لکھا کرتے تھے جیسا کہ قدیمی لکھی ہوئی کتابون سے پتہ چلتا ہے اسی بنا پر شاعر کہتا ہے کہ شاعر کا تخلص تک جامۂ شنگرفی پہنے ہوے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعری نام ہے ساز درویشی کا اور یہ سراپا فقر ہی فقر ہے۔ اس لئے اس کا حاصل اور نتیجہ دریافت کرنا بے سود ہے۔

شکوہ و شکر کو ثمر بیم و امید کا سمجھ — خانۂ آگہی خراب دل نہ سمجھ بلا سمجھ

کوئی شکوہ ہے تو وہ نتیجہ ہے بیم کا اور کوئی شکر ہے تو ثمرہ ہے امید کا۔ خدا اس دوربینی کا ستیاناس کرے اس نے اجان کہا رکھی ہے۔ دل کیا ہے کمبخت ایک بلا ہے کہ ہر صورت مین ایک آفت کا سامنا ہے یعنی آگہی اور باخبری ہی دل کی ایک دشمن ہے جس کی بدولت ان زحمت ہاے ناروا کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

وحشت درد بیکسی بے اثر اسقدر نہین — رشتۂ عمر خضر کو نالۂ نارسا سمجھ

خضر کی عمر کا رشتہ ایک نالۂ نارسا ہے ورنہ درد بیکسی کی وحشت اسقدر بے اثر نہین ہو سکتی

جس قدر کہ اُن کے رشتہ عمر مین بے اثری ہے جس کا کوئی حاصل ہی نہین اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی عمر محض ایک نالہ بے اثر ہے ورنہ تنہائی کے درد کی وحشت خدا نخواستہ اس قدر کیون بے اثر ہونے لگی تھی اس کا پھر بھی کوئی نہ کوئی حاصل ہوتا ہے۔

شوق عنان گسل اگر درس جنون ہوس کرے — جادۂ سیر دو جہان یک مژہ خواب پا سمجھ

اگر میرا شوق بیتاب درس جنون کی خواہش کرے تو ایک خواب پا مین دونون جہان کے جادہ کی سیر مخفی ہے۔ یا یہ کہ اگر میرا شوق بیتاب درس جنون لینا چاہے تو ایک پلک جھپکانے کی اس حالت مین جبکہ پاؤن سو جاتا ہے دونون جہان کی سیر کر سکتا ہے گویا وہی یک مژۂ خواب پا اس کے لئے جادہ سیر دو جہان ہے۔ چونکہ حالت خواب مین مژہ جھپکانے کی ضرورت ہے لہذا خواب پا کے لئے بھی پلک کے جھپکانے کی ضرورت سمجھی گئی۔

گاہ بہ خلد امیدوار گہ بہ جحیم بیمناک — گرچہ خدا کی یاد ہے کلفت ماسوا سمجھ

کبھی خلد کی امید ہوتی ہے اور کبھی دوزخ کا خوف ہوتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ خدا کی یاد مین بھی کلفت ماسوا شامل رہتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مومن کا ایمان خوف و رجا کے درمیان ہوا کرتا ہے۔

اے بہ سراب حسن خلق تشنہ سعی امتحان — شوق کو منفعل نہ کر ناز کو التجا سمجھ

اے وہ شخص کہ تو دوست کے حسن خلق کے دھوکے مین پڑا ہوا ہے اور سعیٔ امتحان کا تشنہ ہے یعنی امتحان کی لایعنی تمنا مین مبتلا ہے کیون اپنے شوق کو شرمندہ کرتا ہے اس سے کوئی التجا کرنا بے سود اور بیکار ہے اور اگر تو یہی چاہتا ہے تو بس یہ کافی ہے کہ دوست کے ناز ہی کو اپنی التجا سمجھ لے باقی بے سود ہے۔

شوخی حسن و عشق ہے آئینہ دار ہمدگر — خار کو بے نیام جان ہم کو برہنہ پا سمجھ

یہ سمجھ لے کہ حسن اور عشق کی شوخی ایک دوسرے کی خدمت گزار اور آئینہ دار ہین۔

نہ وہ اس سے غافل نہ یہ اُس سے لہذا جہاں تجھے کوئی خار نظر آئے وہاں اُس خار کو تیغ برہنہ سمجھ لے اور ہمارے متعلق یہی خیال کر لے کہ ہم بھی وہیں برہنہ پا موجود ہیں کیونکہ رابطۂ عشق و حسن اسی کا متقاضی ہے۔

نغمۂ بیدلی اسد ساز فسانگی نہیں   بسمل دردِ خفتہ ہو گریۂ ماجرا سمجھ

اے اسد نغمہ بیدل یعنی کلام بیدل کوئی کہانی نہیں ہے یا کہانی کا کوئی سامان نہیں ہے بلکہ تجھے پہلے اُس دردِ نہاں کو دیکھنا چاہیئے جو اس میں پوشیدہ ہے اسی سے بسمل ہو جا اور اُن کے کلام کو نوحہ حال سمجھ تب اُس سے لذت اندوز ہو گا

دوسرے معنی یہ ہیں کہ اے اسد زمانہ بیدلی کے فنون کو ساز فسانگی نہ جان اور انھیں قصہ کہانی نہ سمجھ بلکہ یہ ایک دردِ خفتہ ہے اور گریہ ماجرا ہے اس سے سبق لے اور اس سے بسمل ہو جا۔

کلفت ربطِ این و آن غفلت مدعا سمجھ   شوق کرے جو سرگراں محمل خواب پا سمجھ

این و آن - ماشما - ایرا غیرا کی دوستی اور ربط کی خاطر جو کچھ تو تکلیف اٹھا رہا ہے اس کو اپنے مدعا کی غفلت سمجھ - اور کہیں آنے جانے کی زحمت بیجا گوارا نہ کر بلکہ اگر شوق تجکو سرگراں کرے تو اس سرگرانی کو یہ سمجھ لے کہ خواب پا کا محمل آیا ہے یعنی اس کو خواب پا سمجھ اور خیال کرلے کہ تیرا پاؤں خواب اور آرام کا طلب گار ہے اور اس تمنائے لایعنی سے تجکو روکنا چاہتا ہے۔

جلوہ نہیں ہے دردِ سر آئینہ صندلی نکر   عکس کجا و کو نظر نقش کو مدعا سمجھ

آئینہ کے صندلی چوکھٹے کو آئینہ کی پیشانی پر صندل لگانے سے تعبیر کر کے کہتے ہیں کہ آخر آئینہ پر صندل کیوں لگاتا ہے اس میں تیرا جلوہ پڑتا ہے تو جلوہ تو جلوہ ہے یہ کوئی دردِ سر نہیں ہے۔ عکس کہاں رکھا ہے اور نظر کہاں ہے یہ سب نقوش آئینہ کے لئے نقش مدعا ہیں لہذا تیری یہ فکر کہ تو اس کو صندلی کرتا ہے بیکار ہے۔

ہے خطِ عجز ناتوانی درسِ آرزو   ہے یہ سیاقِ گفتگو کچھ نہ سمجھ فنا سمجھ

آرزو کا پہلا درس عاجزی ہی ہے یعنی کوئی آرزو کرتے ہی عجز پیدا ہوتا ہے۔ گویا یہاں کی گفتگو کا سیاق سباق ہی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو ہیچ اور لاشے تصور کر لیا جائے اور ماسوائے فنا کسی شے کو کچھ نہ سمجھا جائے۔

چربیٔ پہلوئے خیال رزقِ دو عالم احتمال   کل ہے جو وعدۂ وصال آج بھی اے خدا سمجھ

پہلوئے خیال اس قدر چرب ہوتا ہے کہ دونوں عالم کو اپنے اندر جذب کرنے کی قدرت اس میں موجود ہے اے میرے خدا جو وعدہ وصال کل کے لئے ہے اس کو آج بھی سمجھ لے خیال آج کو کل اور کل کو آج بنا سکتا ہے۔

دوسرے معنی یہ ہیں جو بہت ہی قرین قیاس و عقل ہیں کہ گو پہلوئے خیال نہایت چرب اور قوی ہے اور ہمارا یہ خیال ہے کہ کل وصل ضرور ہو گا۔ مگر احتمالات اتنے ہیں کہ پہلوئے خیال کی چربی اُن کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے - وہ اس کو نوالہ کئے لیتے ہیں اور کھائے جاتے ہیں لہذا اے میرے خدا کل کے لئے جو وعدہ وصال اٹھا رکھا ہے اسی کو آج بھی سمجھ لے تاکہ احتمالات کے جھگڑوں سے میں پہلوئے خیال کو بچا لوں۔

نے سر و برگِ آرزو نے رہ و رسمِ گفتگو   اے دل و جانِ خلق تو ہمکو بھی آشنا سمجھ

نہ ہمارے لئے کوئی سامان آرزو مہیا کیا جاتا ہے نہ ہم سے گفتگو کی رسم و راہ ہے اے دنیا کے دل و جان بننے والے دنیا کی دلی مدعا کو پورا کرنے والے تو ہم کو آشنا سمجھ - ہم بھی تیرے چاہنے والوں میں ہیں ہم بھی تیرا خیال رکھتے ہیں لہذا تجھ کو ہمارا بھی خیال چاہیئے۔

نہ پوچھ حال اس انداز اس عتاب کیساتھ   لبوں پہ جان بھی آجائیگی جواب کیساتھ

مدتوں کے بعد کسی تغافل شعار نے حال دل پوچھا ہے مگر نہایت غصہ کے لہجہ میں اور نہایت بری طرح اسی پر ایک آرزومند پرسش حال کہتا ہے کہ خدا کے لئے حال پوچھ

مگر اس غصہ کے لہجہ مین نہ پوچھ اس قدر بیخود بنا کر نہ پوچھ اس قدر عتاب نہ کر کہین ایسا نہو کہ جواب کے ساتھ ہی ساتھ میری جان بھی لبون پر آ جاے۔

مجھے بھی تا کہ تمنا سے ہو نہ مایوسی　　　ملو رقیب سے لیکن ذرا حجاب کیساتھ

کوئی ستم شعار رقیب سے بھی نہیں ملتا اور اس سے بھی اسی طرح کشیدہ ہے جیسے کہ غالب سے اسی پر غالب کہتے ہین کہ یہ انداز اور یہ تغافل تو اتنا ہمت شکن ثابت ہو رہا ہے کہ مین بھی مایوس تمنا ہوتا جاتا ہون اور جو آرزوئین ہین وہ سب ختم ہو رہی ہین ایسی حالت مین اپنی چھاتی پر پتھر رکھ کر رقیب کی سفارش کرتے اور کہتے ہین کہ اس سے ملو تا کہ مجھے قطعی مایوسی نہو جاے مگر ذرا حجاب کے ساتھ ملو ورنہ اگر تم قطعاً اسی کے ہو کر رہ گئے تو وہ بھی میری مایوسی کا سبب ہوگا۔

نہو بہرزہ روادار سعی بیہودہ　　　کہ دور عیش ہے مانا خیال وخواب کیساتھ

کیا بے فائدہ کوشش کر رہا ہے اور کیا بیکار عیش و راحت کی تمنا مین مشغول ہے اسے چھوڑ اگر عیش و آرام میسر ہوا بھی تو کیا ہے۔ زمانۂ عیش کی ہستی بس اتنی ہی ہے جیسے خیال وخواب کی نہ ان کو قیام ہے اور نہ اس عیش و آرام کو ثبات ہے۔

بہر نمط غم دل باعث مسرت ہے　　　نموے حسرت دل ہے ترے شباب کیساتھ

اگرچہ مین غم دل مین مبتلا ہون مگر بہر طور میرا یہ غم دل میرے لئے باعث مسرت ہے کیونکہ جس قدر تیرا شباب ترقی کر رہا ہے اسی قدر میری حسرت دل بڑھ رہی ہے تو گویا اسکا نمو اس کے ساتھ اور اس کی ترقی اس کے ساتھ لازم و ملزوم ہو گئی ہے۔

پہلا مصرع اصل مین بالکل شکستہ حالت مین ہے پڑھا نہیں جاتا۔　　　**سکون دل کو تعلق ہے اضطراب کیساتھ**

لگاؤ اسکا ہے باعث قیام ہستی کا　　　ہوا کو لاگ بھی ہے کچھ مگر حباب کیساتھ

ہوا پانی مین ایک گرہ لگا دیتی ہے اسی سے بلبلا بنتا ہے اور ہوا ہی بلبلے کو فنا کرتی ہے

شعر کا مطلب ان دونون باتون کو سمجھنے کے بعد کچھ دشوار نہین رہتا۔

ہزار حیف کہ آتا نہیں کوئی غالب　　　جو جاگنے کو ملا دیوے آ کے خواب کیساتھ

عاشق شب فراق مین بے قرار ہے ادھر رات کی تاریکی ہے درازی ہے اور ادھر کرب ہے بے قراری ہے نہ دل مین قرار ہے نہ آنکھون مین نیند ہے چارون طرف سے ہزارون رنجون اور پریشانیون کا سامنا ہے اس وقت گھبراتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاے زمانہ بھرا ہوا ہے تو ہوا کرے ایسے کیا حاصل ہے کیا فائدہ میرے درد دل کی داد دینے والا کوئی نہین۔ میری بیداری کو نیند کے ساتھ کوئی نہین ملا سکتا۔ یہ نہایت ہی عمدہ شعر کہا ہے نہایت گہرا خیال ہے۔

ردیف (ی)

دل ہی نہین کہ منت دربان اٹھائیے　　　کس کو وفا کا سلسلہ جنبان اٹھائیے

پہلے در دلدار پر جا کر دربانون کے ناز نخرے اس لئے برداشت کرتے تھے کہ دل مجبور کرتا تھا مگر اب بد قسمتی سے دل ہی نہین ہے پھر آخر دربانون کے غمزے کیون اٹھائین اور کس کو وفا کا سلسلہ جنبان ٹھہرائین۔

تا چند داغ بیٹھے نقصان اٹھائیے　　　اب چار سوے عشق سے دوکان اٹھائیے

کہان تک داغ ہو کر بیٹھے ہوے نقصان اٹھایا کرین بہتر یہ ہے کہ عشق کے اطراف سے اپنی دوکان بڑھا دین اور اس حد مین قدم ہی نہ رکھین۔

ہستی فریب نامۂ موج سراب ہے　　　یک عمر ناز شوخی عنوان اٹھائیے

جس کو ہستی سمجھ رہے ہو وہ ایک فریب نامہ ہے موج سراب کا یعنی اس خط فریب آلودہ مین دھوکہ ہی دھوکہ ہے اور اصل مین کچھ بھی نہین جیسے کہ موج سراب صرف